تجلیاتِ حرم

سید محمد اجمل کچھوچھوی

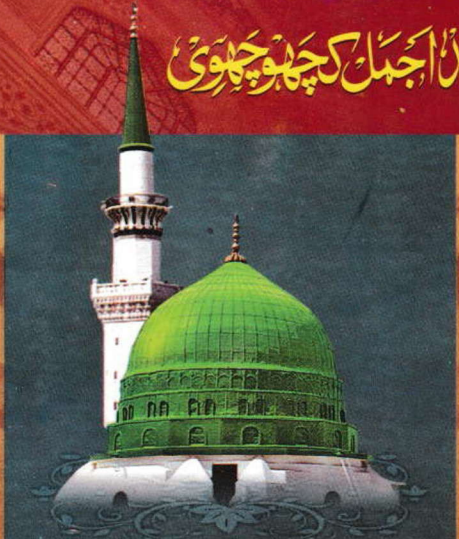

مکتبہ قادریہ

تجلیاتِ حرم

پیر طریقت حضرت علامہ
مولانا الحاج سید محمد اجمل حسین صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی
سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ جہانگیریہ، کچھوچھہ مقدسہ

مکتبہ قادریہ
انوار بازار سدھارتھ نگر

©جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : تجلیاتِ حرم
موضوع : حمد ومناجات نعت ومناقب
شاعر : سیّد محمد اجمل کچھوچھوی
اشاعت : جنوری ۲۰۱۵ء
صفحات : ۱۱۲
قیمت 50

ملنے کا پتہ

☆ مکتبہ قادریہ، اٹوا بازار، سدھارتھ نگر، یوپی
☆ کتب خانہ قادریہ، اٹوا بازار، سدھارتھ نگر، یوپی
☆ اشرفی کتاب گھر، اٹوا بازار، سدھارتھ نگر، یوپی
☆ نظامی بک ڈپو، ڈومریا گنج، سدھارتھ نگر، یوپی
☆ مکتبہ قادریہ، 601، گلی کمارن، گنج میر خاں، دریا گنج، دہلی
☆ کتب خانہ امجدیہ، مٹیا محل، دہلی

ناشر
مکتبہ قادریہ
اٹوا بازار، سدھارتھ نگر

قطعہ حمد

اے محبِّ سرور انبیاء تری شان جل جلالہٗ
تیرے فضل کی نہیں انتہا تری شان جل جلالہ

ترا نور بحر و بر میں ہے ترا نور شمس و قمر میں ہے
تیرا ذکر ہے ذکر جانفزا تیری شان جل جلالہ

نعت

اشرف الانبیاء تیری کیا شان ہے
تیری توصیف میں سارا قرآن ہے

تیرے قدموں پہ شمس و قمر جھک گئے
تیرے انوار پر جان قربان ہے

ہے مزمّل کہیں اور مدثّر کہیں
بس تری مدح میں سارا قرآن ہے

ہیں جو یہ مہر و مہہ میں ضیا پاشیاں
نور کا تیرے ادنیٰ سا فیضان ہے

اے حبیب خدا شاہِ کون و مکاں
تم ہو حاجت روا میرا ایمان ہے

تو ہے ایسا بشر تجھ سا کوئی نہیں
خلق پر تیری رحمت کا احسان ہے

ہو دمِ آخری لب پہ یا مصطفےٰ
مرتے مرتے یہی ایک ارمان ہے

تیری چاہت ہی ہے حاصلِ زندگی
تجھ پہ صدقے دل و جان و ایمان ہے

میں کہاں اور کہاں نعتِ سرکارِ کل
یہ تو اجمل شہہِ دیں کا فیضان ہے

نعت

رحمت عالم فخرِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم
مہر مروّت خُلق کے پیکر صلی اللہ علیہ وسلم

اذہب اذہب نفسی نفسی عالم محشر اللہ اللہ
آکے بچالو شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم

عیب نہاں تو ظاہر تھے ہی اعضاء نے بھی دیدی گواہی
لاج تمہارے ہاتھ ہے دلبر صلی اللہ علیہ وسلم

تشنہ رہیں گے کیسے عاصی روحِ مسلماں اور ہو پیاسی
آپ ہی ہیں جب ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

گزرے ہے اُمت پُل سے ایسے بجلی رہ رہ چمکے جیسے
بچھ گئے جب جبریل کے شہپر صلی اللہ علیہ وسلم

رشک کرے ہے ساری دنیا کتنا ہے ذیشان میرا آقا
ثانی ہے ان کا اور نہ ہمسر صلی اللہ علیہ وسلم

اشرف وافضل اکمل واجمل اکرم واعظم احمد وانور
صدقے مرے ماں باپ ہوں تم پر صلی اللہ علیہ وسلم

نعت

ہوک سی اُٹھ رہی ہے سینے سے
شاید آئی صبا مدینے سے

بھول بیٹھے ہیں جنت الفردوس
دِل ہے ایسا لگا مدینے سے

الفتِ مصطفٰے کے ماہ و نجوم
ضوفگن دل میں ہیں نگینے سے

ہے مہک گلستانِ عالم میں
میرے مولیٰ ترے پسینے سے

زندگی جھوم جھوم اُٹھی ہے
جب بھی آئی صبا مدینے سے

حبِّ احمد ہی جب نہیں دل میں
موت بہتر ہے ایسے جینے سے

خُلد اے شیخ جی تمہیں لے لو
لَو لگی ہے میری مدینے سے

آرہا ہے قرارِ کل اجمل
چلنا بادِ صبا قرینے سے

نعت

فخرِ کل شاہِ بحر و بر آئے
دونوں عالم کے تاجور آئے

جھوم اُٹھی کائنات شاہِ ہدیٰ
حضرتِ آمنہ کے گھر آئے

اللہ اللہ اک اشارے سے
چاند چیرے ہوئے جگر آئے

اک نگاہِ کرم جو اُٹھ جائے
ڈوبا سورج بھی اَوج پر آئے

ہجرِ سرکار میں خدا کی قسم
آنکھ وہ آنکھ ہے جو بھر آئے

حسرتیں زیست کی میسّر ہوں
ابرِ رحمت جو جھوم کر آئے

دور ہوجائے دوریوں کا بھرم
اور شبِ دید کی سحر آئے

بارگاہِ نبی میں یاد رہے
جو بھی آئے وہ باخبر آئے

نعت

میرے سرکار طیبہ بلا لیجئے
ٹوٹ جائے نہ دل یہ بچا لیجئے

دل کے ارماں مچلتے ہیں شام و سحر
اب تو للہ اپنا بنا لیجئے

بحرِ عصیاں میں ہے اب تلاطم بپا
ڈوبتی میری نیّا بچا لیجئے

بہرِ حسنین مجھ بے سہارے کو شہہ
اپنا جاروب کش ہی بنا لیجئے

جان پر ظلم کر کے کہاں جاؤں اب
کالی کملی میں اپنی چھپا لیجئے

آپ کا نام لیوا ہوں یا مصطفیٰ
پنجۂ غم سے مجھ کو چھڑا لیجئے

میرے مختارِ کل میرے سرکارِ کُل
اپنے اجملؔ کو طیبہ بلا لیجئے

قطعہ

نعتِ پاکِ رسول پڑھتا رہوں
اور طیبہ مجھے نظر آئے

مرہمِ دید جب لگے اجملؔ
زخمِ دل کاش اور نکھر آئے

قطعہ

قلبِ حزیں کو ان کا مدینہ کیے ہوئے
بیٹھا ہے کوئی حسرت و ارماں لیے ہوئے

یہ بارگاہِ سرورِ کونین ہے یہاں
آئے تو اپنا چاکِ گریباں سیئے ہوئے

نعت

اے حبیبِ خدا اے شہہِ دوسرا سرورِ کل اے خیر الانام
رحمتِ دو جہاں راحتِ انس وجاں تم پہ لاکھوں درود وسلام

بزمِ میلاد ہے آمدِ شاہ ہے وجد میں کائنات آج کی رات ہے
اپنے سرکار پہ اپنے سردار پہ مومنو آؤ بھیجیں سلام

شرفِ دیدارِ محبوب ہوگا عطا میرے شمس الضحیٰ میرے بدرالدجی
جاؤ جبریل تم میرے محبوب سے عرض کردو بصد احترام

آپکی شان تو شان کی شان ہے آپکی مدح میں سارا قرآن ہے
چرخِ عظمت پہ ہیں مثلِ شمس وقمر آپ کے اہلِ بیتِ کرام

آرزو ہے فقط یہ حبیبِ خدا اپنے در کا بنالیں مجھے بھی گدا
نعت پڑھتا رہوں گنگناتا رہوں زندگی ہو اسی میں تمام

بے سہارا نہ سمجھے زمانہ کہیں غم کا مارا نہ سمجھے زمانہ کہیں
آپ کا ہوں گدا اے شہہِ دوسرا اور دیکھوں تمنائی شام

ہند میں اس طرح جینا دشوار ہے زندگی جیسے اجمل سردار ہے
ہو اجازت اگر اے شہہِ بحر و بر آئے طیبہ تمہارا غلام

نعت

طلوعِ نورِ حق ہوا جاگ اُٹھی زندگی
مسکرائی کائنات ٹوٹا سحرِ بے خودی

جامِ حبِّ مصطفےٰ پی رہا ہوں روز وشب
رنگ لائے گی ضرور حشر میں یہ رندگی

نعتِ پاک مصطفےٰ گنگنا رہا ہوں میں
وجد میں ہے کائنات جھومتی ہے زندگی

شائد آئی ہے صبا لے کے بوئے زلفِ شہہ
مہک اٹھا چمن چمن مہک اُٹھی کلی کلی

آپ ہیں بنائے کل آپ رحمتِ سُبُل
جہاں تو کیا میرے نبی خدائی بھی ہے آپ کی

جوش پر نہ آئے کیوں شان بخشش و عطا
زبانِ مصطفیٰ پہ ہے ربّ ھـبْ لِـیْ امّتِـیْ

جب چلے شہِ ہدیٰ سوئے عرشِ پاک رب
اجمل آئی یہ ندا اُدْنُ مِـنِّـیْ یـا نبی

نعت

میرے مولیٰ میرے سرکار مدینے والے
دل میں ہے حسرتِ دیدار مدینے والے

تیری سرکار میں سرکار کھڑے ہیں عاصی
ہاتھ پھیلائے گہر بار مدینے والے

سایۂ چادرِ رحمت ہو عطا روزِ حساب
سر پہ عصیاں کا ہے انبار مدینے والے

عصمتِ قومِ مسلماں نہ کہیں لٹ جائے
المدد احمد مختار مدینے والے

ہے جہاں اس کا، خدا اس کا، خدائی اس کی
اپنا کہہ دیں جسے سرکار مدینے والے

اپنی تخلیق پہ خود ہوگئی قدرت شیدا
حسن کے ایسے ہیں شہکار مدینے والے

ساقیٔ کوثر و تسنیم ہے خود محوِ خرام
کتنے خوش بخت ہیں میخوار مدینے والے

اپنے اجمل کو بھی سرکار بلالیں طیبہ
ہند میں جینا ہے دشوار مدینے والے

نعت

جہاں کے والی شہہِ مدینہ درود تم پر سلام تم پر
ہمارے آقا ہمارے مولیٰ درود تم پر سلام تم پر

تیری سخاوت کے صدقے جاؤں تیری قناعت پہ جان واروں
کھلایا جگ کو کیا ہے فاقہ درود تم پر سلام تم پر

جہاں میں یوں تو کمال والے بہت سے آئے چلے گئے بھی
نہ تم سا دیکھا نہ تم سا پایا درود تم پر سلام تم پر

تمہارے فیضانِ بیکراں سے جسے بھی دیکھو بھرے ہے جھولی
سخی نہ تم سا کوئی بھی دیکھا دورد تم پر سلام تم پر

جہاں بھی ہے مدح خواں تمہارا قراں بھی ہے مدح خواں تمہارا
عجب تمہاری ہے شان آقا درود تم پر سلام تم پر

بنائے تخلیق دو جہاں ہو خدائے برتر کے رازداں ہو
قرارِ ہر بیکساں ہو شاہا درود تم پر سلام تم پر

ہزار عاصی ہے پھر بھی اجمل تمہارا ہی تو ہے نام لیوا
بنالو جاروب کش ہی در کا درود تم پر سلام تم پر

سانعت

جہاں والوں ذرا اعجاز دیکھو میرے سرور کا
نہ ثانی ہے کوئی ان کا نہ سایہ جسمِ اطہر کا

ستارہ اوج پر آجائے میرے بھی مقدر کا
عطا ہوجائے گر دستِ کرم سے جام کوثر کا

یہ وہ سر ہے رہا جس میں ترے محبوب کا سودا
الٰہی کچھ تو ہو اعزاز میرے کاسۂ سر کار

کھلے جب دفترِ عصیاں تو بس اتنی تمنا ہے
پکارا جاؤں کہہ کر میں گدا سرکارِ محشر کا

میں مومن ہوں میرا ایمان ہے عشقِ شہہِ بطحا
منافق کچھ کہے بندہ ہوں میں محبوبِ داور کا

کہا تھا قومِ ہودؑ و نوحؑ نے تو اپنے جیسا ہی
وہابی بن رہا ہے بھائی سردارِ پیمبر کا

بھکاری بن گیا ہوں لاج رکھ لے پھیلے ہاتھوں کی
خداوندا ترے محبوب کے محبوب کے در کا

گسگ بن بن کے اُٹھتی ہے تمنائے قدم بوسی
بھرم رکھ لیجئے بہر خدا اس قلب مضطر کا

تری حاجت روائی کے تصدق سرورِ شاہا
حضوری میں ہوں طالب صدقۂ شبیر وشبر کا

طوافِ کعبۂ معبود بے حد خوب ہے لیکن
مزا کچھ اور ہے اجملؔ طوافِ کوئے دلبر کا

قطعہ

ان کی رحمت کا اشارہ بھی اگر ہوجائے
بختِ خفتہ ہی میرا نورِ سحر ہوجائے

چھاؤں میں گنبدِ خضریٰ کی اے کاش اجملؔ
نعت کہتے ہوئے یہ زیست بسر ہوجائے

نعت

مچل رہی ہیں تمنائیں التجا کیلئے
جبیں کو دُھن ہے شہا تیرے نقشِ پا کیلئے

جھکے ہیں پائے نبوت پہ جبرئیل امیں
ہے کتنی پیاری ادا عرضِ مدعا کے لیے

جہان والو یہ اعزاز ہے محبت کا
بنے ہیں کون و مکاں پیارے مصطفیٰ کیلئے

لگی ہے غیرتِ اسلام داؤں پر آقا
کرم ہو اب تو حبیبِ خدا خدا کیلئے

پڑا ہے پردۂ عصیاں شہا نگاہوں پر
عطا ہو اب تو لعابِ دہن خدا کیلئے

جیوں تو خدمت دین متین کرتا رہوں
مروں الٰہی تو بس پیارے مصطفیٰ کیلئے

مرے لبوں پہ درود وسلام ہو یا رب
اُٹھوں جو قبر میں تعظیمِ مصطفیٰ کیلئے

منافقو! یہ صلہ بغضِ مصطفیٰ کا ہے
کہا بھی کذب کا امکان تو خدا کیلئے

مرے رسول کی عظمت کا حال کیا ہوگا
خدا گواہ ہے جب حضرت عائشہ کیلئے

معلّیٔ ملائک بھی کچھ نہیں اجمل
ہے شرط حبِّ نبی قربِ کبریا کیلئے

قطعہ

یا رسول اللہ حالِ زار پہ چشم کرم
یا حبیب اللہ رکھ لیجئے میرے دل کا بھرم

بحرِ غم میں غرق ہوں فریاد ہے فریاد ہے
کیجئے مشکل کشائی اے نگہدارِ اُمم

نعت

اے قرارِ قلبِ مضطر اے مرے پیارے حبیب
کہہ رہی ہے دل کی دھڑکن آیئے دل کے قریب

رحمتِ کونین تو، پژمردہ دل کا چین تو
اک نگاہِ لطف شاہا میرا بھی جاگے نصیب

اپنے دیوانے کو بھی اپنا بنالو مصطفیٰ
امتحاں دیں گے بھلا کب تک مرے صبر وشکیب

بیکسوں کی لاج والے لاج تیرے ہاتھ ہے
سر پہ بارِ معصیت ہے داورِ محشر حسیب

سخت مشکل میں ہے جاں سرکار لو اب تو خبر
کشتیِ دل کو ہے گھیرے آج طوفانِ مہیب

مجھ کو ہو خوف وخطر کیوں میرا آقا ہے معیں
ایک، دو کیا سارا عالم بھی ہو گر میرا رقیب

دردِ دل اتنا نہ گھبرا لے کے چلتا ہوں تجھے
میرا آقا میرا مولیٰ طیبہ والا ہے طبیب

گر قبول افتدز ہے عز و شرف یا مصطفیٰ
چند اشکِ شرمساری لائے ہے اجمل غریب

نعت

اے شاہِ ہدیٰ اے شانِ خدا سبحان اللہ سبحان اللہ
جلوؤں سے ترے حق جلوہ نما سبحان اللہ سبحان اللہ

واصف ہے ترا قرآنِ مبیں مداح ترے ہیں عرش وزمیں
لاریب ہے تو محبوبِ خدا سبحان اللہ سبحان اللہ

وہ خالقِ کُل تو مالکِ کل وہ ربِّ جہاں تو جانِ جہاں
کیا شان ہے تیری شانِ خدا سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر ذرّے میں تُو ہی تُو پنہاں ہر شئے سے ترا ہی نور عیاں
تو مظہرِ ذاتِ پاکِ خدا سبحان اللہ سبحان اللہ

اے رحمتِ کُل اے فخرِ رُسل اے شاہِ اُمم اک چشمِ کرم
ہوں تم پہ مرے ماں باپ فدا سبحان اللہ سبحان اللہ

یٰسٓ و مزمّل نورِ مبیں مدثّر وطٰہٰ نون وامیں
ہے کتنا لقب پیارا پیارا سبحان اللہ سبحان اللہ

کیا صبحِ مسرت جاگ اُٹھی کیا شمعِ رسالت جاگ اُٹھی
ہر لب پہ ہے وردِ صلِّ علیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ

اے کاش کبھی آئے وہ گھڑی ہو جاؤں فدائے شہرِ نبی
ہو میرے جنازے پر یہ صدا سبحان اللہ سبحان اللہ

مسجود ملائک نور ترا مقصودِ جہاں ہے ظہور ترا
کونین ہی ہے تیرا صدقہ سبحان اللہ سبحان اللہ

والشّمس وضحیٰ ہے روئے مبیں واللیل ہے ان کی زلفِ حسیں
مَا یَنطِقُ اجمل لب پہ قدا سبحان اللہ سبحان اللہ

قطعہ

نگارِ عشق کو دل میں بسا کے دیکھو تو
درِ حبیب پہ سر کو جھکا کے دیکھو تو
ہے غیر ممکن کہ معراجِ زندگی نہ ملے
مرے رسول کو آقا بنا کے دیکھو تو

نعت

اک نظر اِدھر بھی اے غمگسارِ کائنات
کشتیٔ حیات ہے موجِ بحرِ مشکلات

جس پہ ہوگئی تری اک نگاہِ التفات
اس کی بگڑی بن گئی کیا حیات کیا ممات

روزِ حشر مت ڈرا ہوں غلامِ مصطفیٰ
کیسا بارِ معصیت کیسا داغِ سیّئات

وہ نورِ عرش پاک رب قرآن اسوۂ حیات
وحی حق نما ہی ہے مصطفیٰ کی بات بات

دعویٔ مماثلت ہنوز دُنّی دور است
لامثال ہی ہیں جب ان کے سارے معجزات

اے مسلماں کر نظر اپنے رنگ و روپ پر
تیرے غم میں کاٹ دی مصطفیٰ نے رات رات

جیئے تو کس طرح شہا اجمل شکستہ جاں
جان لیوا ہیں بہت ہجر کے تصوّرات

نعت

کاش اجملؔ دل بیتاب کی انگنائی ہو
اور اُن کے رخِ تابندہ کی رعنائی ہو

اپنے محبوب کا میں چار سو جلوہ دیکھوں
میرے اللہ ان آنکھوں میں وہ بینائی ہو

یاد ہو کچھ تو الٰہی ترے محبوب کی یاد
یہ جو مل جائے بھلا کون تمنائی ہو

زندگی ایسی بھی کس کام کی میرے مولیٰ
کوچۂ یار سے جو ہو کے چلی آئی ہو

ہے یہی آرزوئے دیدۂ پرنم یا رب
جلوۂ یار مرا سرمۂ بینائی ہو

داورِ حشر نے یہ کہہ کے بھرم رکھا مرا
جاؤ بخشا تمہیں محبوب کے سودائی ہو

جن کی کملی ہی بھرم رکھے سیہ کاری کا
کب وہ چاہیں گے میری حشر میں رسوائی ہو

اس پہ معراج بھی کیونکر نہ فدا ہو جائے
جس کو سرکار کی چوکھٹ پہ قضا آئی ہو

زلفِ واللیل میں وہ مانگ کا پرکیف عالم
کہکشاں جیسے اندھیروں میں نکل آئی ہو

ان کے اوصافِ حمیدہ کا بیاں کیا ہوگا
جب قرآں نے رخ و گیسو کی قسم کھائی ہو

یا عجب انساں ہی انساں کی پرستش کا اسیر
حق تو یہ ہے کہ درِ حق پہ جبیں سائی ہو

کیوں نہ سرکار کی عظمت پہ اُچھالیں کیچڑ
ان کا جب کذبِ خدا مذہب آبائی ہو

زندگی نازشِ کونین ہوئی جاتی ہے
شائد اجملؔ درِ جاناں پہ قضا لائی ہو

نعت

شہرِ مدینہ سے جو لَو لگائے بیٹھے ہیں
قسم خدا کی خدا کو وہ پائے بیٹھے ہیں

بروزِ حشر بھرم عاصیوں کا رہ جائے
حرا میں اشک کا دریا بہائے بیٹھے ہیں

کبھی تو ہوگی ہی انکی نگاہِ لطف وکرم
اسی اُمید یہ ارماں سجائے بیٹھے ہیں

عجیب چیز ہے عشقِ شہرِ مدینہ بھی
گناہگار ہیں اور ان کو پائے بیٹھے ہیں

دلِ فسردہ پہ اک بارِ معصیت ہے مگر
ترے کرم کو سہارا بنائے بیٹھے ہیں

سنا ہے قبر میں تشریف لائیں گے حضرت
ابھی سے ہم ہیں کہ پلکیں بچھائے بیٹھے ہیں

صراط پر مجھے دیکھا تو بول اُٹھے جبریل
چلے بھی آؤ کہ ہم پر بچھائے بیٹھے ہیں

ڈبو دو پار لگادو مگر حضور اب تو
تمہارے نام پہ لنگر اُٹھائے بیٹھے ہیں

انہیں ہو خوف تو کیونکر اندھیری قبروں سے
جو سوزِ عشق میں دل ہی جلائے بیٹھے ہیں

ہے لاج آپ کے ہاتھوں میں یارسول اللہ
ہم اپنا حالِ پریشان سنائے بیٹھے ہیں

مرے کریم کا دیکھو تو یہ کرم اجمل
مجھ ایسے عاصی کو اپنا بنائے بیٹھے ہیں

نعت

مصطفیٰ بلا لیجئے جلد اب مدینے میں
چٹکیاں سی لیتی آرزوئیں سینے میں

نکہت گل و لالہ ہے فقط اک حسنِ ظن
بات وہ کہاں ہے جو آپ کے پسینے میں

دوڑتی ہیں ڈسنے کو دُوریاں مجھے اکثر
جی رہا ہوں گھٹ گھٹ کر کچھ نہیں ہے جینے میں

اک نظر اِدھر بھی ہو اَئے شہنشہِ بطحا
میں نے بھی بنایا ہے اک مدینہ سینے میں

مومنوں کی جانوں سے وہ قریب ہیں ایسے
نقشِ پائے شہ جیسے عرشِ رب کے زینے میں

پشتِ ناز پر اجملؔ مہر ہے نبوت کی
جلوہ بار ہو جیسے انگشتری نگینے میں

نعت

ہر شئے میں جلوۂ رخِ خیر الوریٰ ملا
جس سمت نگہہ اُٹھی حبیبِ خدا ملا

نورِ محمدی سے منور ہے میرا دل
صد شکر نور کا ہی مجھے سلسلہ ملا

مہر و مہہ ونجوم یہ تابندہ کہکشاں
صدقہ سبھی کو نورِ رُخِ نور کا ملا

کیا شان اللہ اللہ ہے میرے کریم کی
کون ومکاں کو آپ کے صدقے خدا ملا

ساری عطائیں ہی تو درِ مصطفیٰ کی ہیں
کیا کیا بتاؤں میں کہ مجھے کیا سے کیا ملا

اعجازِ عشقِ سرورِ عالم تو دیکھئے
عاصی کو شرفِ دیدِ حبیبِ خدا ملا

عشقِ شہہِ ہدیٰ ہی ہے معراجِ بندگی
جس کو حضور مل گئے اس کو خدا ملا

میں اور مدحتِ شہہِ دنیا و دیں کروں
اجملؔ اسی کریم سے یہ حوصلہ ملا

نعت

اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ
اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ

هُوَ اَشْرَفُنَا هُوَ اَفْضَلُنَا هَوَ اَکْمَلُنَا هُوَ اَجْمَلُنَا
لَهٗ رُوْحِیْ فِدَا هُوَ شَافِعُنَا فَمُحَمَّدُنَا هُوَ سَیِّدُنَا

اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ

هُوَ شَمْسُ الضُّحٰی هُوَ بَدْرُ الدُّجٰی هُوَ خَیْرُ الْوَرٰی هُوَ نُوْرُ الْهُدٰی
هُوَ نَاصِرُ نَافِعُ فِی الدَّارَیْنِ فَلْحَمْدُ لِرَبِّ مُحَمَّدِنَا

اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ

من عاصیٔ و خاطیٔ و بیچارہ من بیکس وحرماں نصیب شہا
اے شفیع اُمم زِنگاہِ کرم بطفیل شہیدانِ کرب و بلا

اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ

اے کاش میرا بھی نصیبہ جگے جاروب کشی درِ مولیٰ ملے
یا رب یہ دعا ہے میرا مدفن ہو گنبدِ خضریٰ کے سائے تلے

اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ

آئے دنیا میں جب رحمتِ دو جہاں مسکرائی زمین جھوم اُٹھا آسماں
شورِ صلِّ علیٰ کا ہوا چار سو مرحبا مرحبا شافعِ عاصیاں

اللہ ، اللہ ، اللہ ، اللہ

جھکا جبریل اسریٰ ما چومیں چرن جھکے مکھڑے سے چندا سُرَج روشن
جھکے در کا بھکاری ہے جگ اجمل ان کے چرنن پہ بلہار تن من دھن

نعت

شہہِ کون و مکاں کی شانِ رحمت بھی نرالی ہے
عطا کرتے ہیں ان کو بھی لبوں پر جن کے گالی ہے

ہماری سائیلیت کیا' عطائیں خود ہی پوچھے ہیں
کوئی میرا سوالی ہے کوئی میرا سوالی ہے

مرے سرکار نے یوں لاج رکھ لی ہم غریبوں کی
جہاں کے مالک و مولیٰ ہیں لیکن ہاتھ خالی ہے

فرشتے بھی جبیں سائی کو تیرے در پہ آتے ہیں
سبحان اللہ تیرا در بھی رشکِ عرشِ عالی ہے

تری عظمت کا کیا کہنا شہہ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی
عروجِ عرش و کرسی بھی تری شانِ کمالی ہے

یہ شانِ عبدیت دیکھو شبِ معراج ہیں دولھا
صدائے اُدْنُ مِنّی میرے آقا کی سوالی ہے

ترے حسنِ جہاں آرا نے بخشی عشق کو عظمت
تری ہر ہر ادا پیارے دلیلِ بے مثالی ہے

کیا انساں کو تیرے حسن نے احسن خلائق میں
یہ حسنِ ماہ وانجم بھی ترا عکسِ جمالی ہے

گنہگارو نہ گھبراؤ تمہارا بھی سہارا ہے
بدوشِ شافعِ محشر یہ دیکھو کملی کالی ہے

نظر آتے ہیں جس سے کعبۂ مقصود کے جلوے
مرے آقا مرے مولیٰ ترے روضہ کی جالی ہے

تری بے مثلیت پر ہے یہی کافی دلیل اجمل
تری ہر ہر ادا پیارے دلیلِ بے مثالی ہے

قطعہ

خاک پائے شہِ ہدیٰ ہوں میں
ایک مدّاحِ مصطفےٰ ہوں میں

صدقۂ غوث و خواجۂ اجمیر
شاہِ سمنان کا گدا ہوں میں

نعت

نگاہِ لطف ہوجائے اِدھر پھر یا رسول اللہ
سسکتی ہے غریبوں کی نظر پھر یا رسول اللہ

زمانہ نے ہمیں بھی مصلحت اندیش کر ڈالا
عطا ہوجائے عزمِ بوبکر پھر یا رسول اللہ

فضائے دہر گونج اٹھے صدائے نعرۂ حق سے
ملے مومن کو وہ جوشِ عمر پھر یا رسول اللہ

وہ طیبہ جس کو ایماں کعبۂ مقصود کہتا ہے
نظر آجائے وہ خلدِ نظر پھر یا رسول اللہ

ستونِ بولبابہ کا جو تھوڑا صدقہ مل جاتا
شبِ عصیاں کی ہوجاتی سحر پھر یا رسول اللہ

نظر میں لے کے ارمانوں کی اک اجڑی ہوئی بستی
پکارے ہے تمہیں یہ چشم تر پھر یا رسول اللہ

مرے ماں باپ بھائی بہن و جان و دل فداتم پر
یہی ہے آرزوئے مختصر پھر یا رسول اللہ

بلالو اپنے اجمل کو بھی در پہ بیکسوں والے
پھروں کب تک جہاں میں دربدر پھر یارسول اللہ

نعت

نہ پوچھ ان کا مرے حال پر ہے کتنا کرم
مجھ ایسا عاصیٔ دوراں چلا ہے سوئے حرم

نہ مال و زر نہ ہی عیش و طرب نہ جاہ و حشم
شہا ہے دل کو فقط آرزوئے نقشِ قدم

مری شکستہ دلی کر نہ دے مجھے برباد
خدا را آبرو رکھ لیجئے شفیعِ اُمم

بشر ہے آج سرِ عرش کس کی برکت سے
یقیناً آپ نے رکھا ہے آدمی کا بھرم

مرے نبی کا یہ اعجاز ہی تو ہے یارو
بنے ہیں دیکھئے نجدی ہی پاسبانِ حرم

خدایا مجھ کو اسی در کا آسرا دیدے
مدینہ ہوگیا جس کے طفیل رشکِ ارم

زمیں پہ عرشِ معلیٰ کی آبرو اجمل
مزارِ سید لولاک ہے خدا کی قسم

نعت

کاش ہم گنبدِ خضریٰ کا نظارہ کرتے
جان ودل لذتِ دیدار پہ وارہ کرتے

میری بیچارگی خود زادِ سفر بن جاتی
اپنی رحمت کا جو سرکار اشارہ کرتے

خار ہوتے نہ زمانے کی نظر میں واللہ
ان کا در چھوڑنا گر ہم نہ گوارہ کرتے

اپنی پلکوں میں لیے جذبۂ جاروب کشی
ان کی چوکھٹ پہ شب و روز گزارہ کرتے

زندگی میں کبھی آجائیں وہ دن بھی آقا
کتّا بن کر ترے کوچے میں گزارہ کرتے

زندگانی مری صد رشکِ جناں ہوجاتی
لوگ کہہ کر ترا بندہ جو پکارہ کرتے

چھاؤں میں گنبدِ خضریٰ کی اے کاش اجملؔ
گیسوئے مدحتِ سرکار سنوارا کرتے

منقبت

بگڑی مری بنایئے غوث الوریٰ ہیں آپ
دستِ کرم اٹھایئے غوث الوریٰ ہیں آپ

طوفانِ زندگانی ہے نیّا بھنور میں ہے
اب تو مدد کو آیئے غوث الوریٰ ہیں آپ

پتوار ہاتھ میں ہے نہ ساحل نظر میں ہے
بگڑی مری بنایئے غوث الوریٰ ہیں آپ

درد و غم والم کی گھٹا دل پہ چھائی ہے
عزت مری بچایئے غوث الوریٰ ہیں آپ

بیکس ہوں بے سہارا ہوں مولیٰ دہائی ہے
بگڑی مری بنایئے غوث الوریٰ ہیں آپ

کب تک پھرا کروں مرے مولیٰ اِدھر اُدھر
للہ کچھ بتایئے غوث الوریٰ ہیں آپ

کب تک میں کھاؤں ٹھوکریں دنیا میں دربدر
بگڑی مری بنایئے غوث الوریٰ ہیں آپ

اے جاں بہارِ گلشنِ دین شہہ اُمم
چشمِ کرم اٹھایئے غوث الوریٰ ہیں آپ

بہرِ کرم اک عاصی کا رکھ لیجئے بھرم
بگڑی مری بنایئے غوث الوریٰ ہیں آپ

اے جاں پناہِ بیکساں اے غمگسارِ ما
یہ مژدہ اب سنایئے غوث الوریٰ ہیں آپ

لَا تَحْزَنُوْا وَلَا تَخَفْ یَا عَبْدِ مُصْطَفٰی
بگڑی مری بنایئے غوث الوریٰ ہیں آپ

اے غوثیت مآب اے نورِ خدا کے نور
دیدار سے نوازیئے غوث الوریٰ ہیں آپ

اک نام لیوا آپ کا اجمل بھی ہے حضور
بگڑی مری بنایئے غوث الوریٰ ہیں آپ

منقبت

سراپا رحمتِ رب العلی غریب نواز
بفیضِ شافعِ روزِ جزا غریب نواز

شرابِ حبِّ حبیب خدا غریب نواز
مجھے بھی ہو عطا بحرِ عطا غریب نواز

کرم کی بھیک دوداماں پسارے آئے ہیں
غریب آپ کے جانِ سخا غریب نواز

جسے بھی دیکھو مرادیں لیے سوئے اجمیر
عجب ہے آپ کا دار العطاء غریب نواز

زبانِ حال سے کہتی ہے عصمت مومن
سنو سنو مری فریاد یا غریب نواز

مرے معین مدد کیجئے ہے وقتِ مدد
ہے روحِ اَمن پہ التجا غریب نواز

تمہارے در سے گداؤں کو بھی ملی شاہی
ادھر بھی چشمِ کرم ہو ذرا غریب نواز

نبی کے لاڈلے زہرہ کی آنکھ کے تارے
بہارِ گلشنِ شیرِ خدا غریب نواز

کرم ہے شہہ کا جو مدحت سرائی کی ورنہ
کجا میں عاصیٔ دوراں کجا غریب نواز

حضور خواجہ معین الدین سنجری اجمل
معینِ دیں وشہہِ اولیا غریب نواز

منقبت

برحمتِ شہہِ کون و مکاں غریب نواز
حضور خواجۂ خاجگاں غریب نواز

بڑے بڑے بھی کریں جن کے در جبیں سائی
ہیں وہ شہنشہِ ہندوستان غریب نواز

ہے جن کی شان الا ان اولیاء اللہ
مرے معین ہیں وہ بے گماں غریب نواز

کرم کی بھیک دو داتا ترے کرم کے نثار
مرے کریم ترا آستاں غریب نواز

دلِ فسردہ پہ چھائی ہے درد وغم کی گھٹا
کرم ہو رحمتِ ربِ جہاں غریب نو

تری غریب نوازی کی دھوم ہے ہرسو
فلک پہ جیسے مہ وکہکشاں غریب نواز

یہ میرے خواجۂ اجمیر کا ہی صدقہ ہے
زمینِ ہند ہوئی آسماں غریب نواز

میں اک شکستہ آلامِ روزگار اجمل
بچشمِ نم ہوں سرِ آستاں غریب نواز

معراجِ زندگی

بختِ خوابیدہ جاگ اُٹھے گا
قلبِ افسردہ جاگ اُٹھے گا
ذوقِ پژمردہ جاگ اُٹھے گا — آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

دیکھو فیضانِ رحمت عالم
دیکھو احسانِ رحمت عالم
لیکے ارمانِ رحمتِ عالم — آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

میں نے مانا کہ دور ہے طیبہ
میری آنکھوں کا نور ہے طیبہ
میرے دل کا سرور ہے طیبہ — آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

آرزوئے حیات رنگ لائے
ہر سو طیبہ مجھے نظر آئے
عمر یا رب یونہی گزر جائے — آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

یا الٰہی یہ مدعا سن لے
سبز گنبد کی پیاری چھاؤں تلے
لب پہ یا مصطفیٰ ہو دم نکلے — آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

میرا کعبہ ہے میرا کوئے حبیب
میرا قرآں ہے میرا روئے حبیب
میرا ایماں ہے آرزوئے حبیب آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

میرا مقصود بس رضائے رسول
حق شناسی میری عطائے رسول
زندگانی مری فدائے رسول آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

بارہا ایسی عید ہو یا رب
شاہ بطحا کی دید ہو یا رب
ہر مسلماں سعید ہو یا رب آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

میرے آقا کا یہ کرم دیکھو
رکھا عاصی کا یوں بھرم دیکھو
بن گیا زائرِ حرم دیکھو آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

نعتِ سرور قبول ہو یا رب
رحمتوں کا نزول ہو یا رب
سر ہو پائے رسول ہو یا رب آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

مل سکیں پھر نہ جانے کب یارو
معاف کرنا خطائیں سب یارو
بخش دیگا تمہیں بھی رب یارو آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

میں نے مانا کہ موت آنی ہے
آج آنی ہے کل بھی آنی ہے
فکر کیسی جو پھر بھی آنی ہے آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

زندگی کیا ہے اک کہانی ہے
موت اک دن ضرور آنی ہے
کیا غمِ زندگی جو فانی ہے آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

اُن کی چوکھٹ پہ جا کے رولوں گا
دامنِ داغدار دھو لوں گا
ظلِ رحمت میں خوب سولوں گا آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

دردِ عصیاں سے اشکبار آنکھیں
بارِ غم سے یہ منتشر سانسیں
لیکے اجمل یہ زار زار آہیں آج طیبہ کو جارہا ہوں میں

قرونِ اولیٰ کے مسلمان اور آج

کیسے کیسے وہ مسلمان تھے اللہ غنی
دینِ اسلام کی جو شان تھے اللہ غنی

جن کے اخلاق سے پایا ہے جہاں نے اخلاق
جن کے انصاف سے سیکھا ہے جہاں نے انصاف
جن کا ہر قول تھا قرآن کی تفسیر صحیح
جن کے الطاف کے صدقے ہے جہاں میں الطاف

ہائے کیسے وہ مسلمان تھے اللہ غنی

جن کے اوصافِ حمیدہ سے منوّر اسلام
عدل وایثار سے جن کے تھا مظفر اسلام
وہ عزائم کہ لرزتا تھا فلک بھی جن سے
وہ اخوّت کہ ہوا جس سے معطر اسلام

شاہِ بطحا کے جو احسان تھے اللہ غنی

جن کو سرکار نے جنت کی بشارت دی ہے
جن کو سرکار نے پھولوں کی سی نکہت دی ہے
جن کا ہر فعل ہے اک شمع حقیقت واللہ
جن کو سرکار نے معراجِ محبت دی ہے

حق پہ ہر لمحہ وہ قربان تھے اللہ غنی

آج وہ دور کہاں آج وہ ایمان کہاں
مومنِ وقت کہاں اور وہ اسلاف کہاں
شوقِ ایثار کہاں عدل کہاں عزم کہاں
وہ اخوّت ہے کہاں اور وہ انصاف کہاں
سرورِ دین کے جو فرمان تھے اللہ غنی

ہم میں صدیق سی اے کاش صداقت ہوتی
ہم میں فاروق سی اے کاش عدالت ہوتی
ہم میں عثمان سی اے کاش سخاوت ہوتی
ہم میں حیدر کی سی اے کاش شجاعت ہوتی
قائد حق کے جو ارمان تھے اللہ غنی

ربِ اعظم ہمیں توفیق سر فروشی دے
ہم میں اسلاف سا وہ جذبۂ ایمانی دے
ہم میں پھر خالد وحیدر سی جرأت دیدے
ہم میں اسلام کی وہ نکہت عرفانی دے
جس میں اجمل ترے فیضان تھے اللہ غنی

تیر و نشتر

خوابِ غفلت سے بیدار ہو مومنو
دینِ محبوبِ رب کے مجاہد بنو

تم ہو خوابیدہ اسلام خطرے میں ہے
سرورِ دیں کا انعام خطرے میں ہے

یہ نہ بھولو کہ تم بھی مسلمان ہو
دینِ انسانیت کی تمھیں جان ہو

شاہِ بطحا کی آنکھوں کے تارے ہو تم
جانتے ہو خدا کے دُلارے ہو تم

دَور کیا یاد ہے تم کو اسلاف کا
ان کی عظمت، عدالت وانصاف کا

تم ہی تفسیرِ قرآں تھے، کیا یاد ہے؟
تم میں کوئی تھا جلوہ نما یاد ہے

تم مسلماں ہو کیا بس فقط نام کے
دیں کی خاطر نہیں تم کسی کام کے

تم مسلماں ہو لیکن اُخوت نہیں
بھائی بھائی ہو پھر بھی محبت نہیں

تم میں باقی شہادت کا جذبہ نہیں
دل میں خوفِ خدا کار فرما نہیں

نصرتِ رب کا لے کر سہارا اُٹھو
عالمِ کفر پر برق بن بن گرو

شانِ اسلام دنیا کو دکھلا دو اب
پرچمِ نور عالم میں لہرا دو اب

قوم کے جیالوں سے

اُٹھو اب مومنو خطرے میں ہے شانِ سلیمانی
ذرا خنجر بکف ہوکر دکھاؤ جوشِ ایمانی

ہماری راہ میں بکھرے ہیں گرچہ کفریہ کانٹے
ہمارے روبرو تو ہیں گلِ آیاتِ قرآنی

ہمیں مظلوم مت سمجھو ہمیں مجبور مت جانو
ہمارے سر پہ ہی سایہ فگن ہے فضلِ رحمانی

بہت کچھ کھو چکے بیدار ہوجاؤ مسلمانو
تمہیں غافل سمجھ کر تیغ زن ہے قوتِ فانی

تمہاری خامشی رسوا کناں ہے اس زمانے میں
اُٹھو اللہ کے شیرو دکھاؤ شانِ ایمانی

ذرا شانِ براہیمی جہاں کو پھر دکھا دو تم
اُلٹ دو تختِ نمرودی لگاکر زورِ ایمانی

صلاح الدین و زنگی قاسم ومحمود بن جاؤ
دکھادو عزمِ بابر اور رنگِ ٹیپو سلطانی

تمہیں پھر زیر کرلے یہ جہانِ ظلم واستبداد
مٹادو اس سے پہلے تم جہاں سے نقشِ شیطانی

یہی ہے آرزو اجملؔ ہماری قوم خوابیدہ
اٹھے باندھے کفن سر سے دکھائے جوشِ ایمانی

قوم کے جوانوں سے

چھیڑ دے حق کا راگ مسلماں
صبح نہ ہوجائے جاگ مسلماں
نیند نہ برسادے آگ مسلماں جاگ مسلماں جاگ مسلماں

ظلم و تشدد سایہ فگن ہے
تجھ پہ مسلماں وقتِ محن ہے
غافل ہے تو بیدارِ زمن ہے جاگ مسلماں جاگ مسلماں

بھول گئے کیا درسِ پیمبر
ایثار وصدق صدیق اکبر
جرأتِ فاروق وعثمان و حیدر جاگ مسلماں جاگ مسلماں

حرصِ جہاں کو مار دے ٹھوکر
میداں میں آجا شبیر بن کر
نعرۂ حق ہو تیری زباں پر جاگ مسلماں جاگ مسلماں

اشرف و اعلیٰ تو ہے مسلماں
صاحبِ قراں صاحبِ ایماں
تجھ میں ہے پنہاں جوہرِ مرداں جاگ مسلماں جاگ مسلماں

لہرادے عالم میں پرچمِ وحدت
دیدے جہاں کو درسِ عدالت
درسِ اُخوت درسِ محبت جاگ مسلماں جاگ مسلماں

لٹنے کو ہے اب حرمتِ ایماں
داؤں لگی ہے غیرتِ ایماں
عزتِ ایماں عصمتِ ایماں جاگ مسلماں جاگ مسلماں

کفر کا اجملؔ گھور اندھیرا
ڈالے ہے ہر سو عالم پہ ڈیرا
دور ہوا جاتا ہے سویرا جاگ مسلماں جاگ مسلماں

قطعہ

شہر بطحا کی دھول کہلاؤں
باغِ طیبہ کا پھول کہلاؤں

آرزو ہے فقط یہی اجملؔ
نعت خوانِ رسول کہلاؤں

بھارتی ہٹلروں کے نام

بھول بیٹھے کیا ہمارے سارے احساں ہٹلرو
بہرِ آزادی ہوئے ہیں ہم ہی قرباں ہٹلرو

جس نے تہذیب و ادب علم و ہنر تم کو دیا
آج اسی ملت سے ہو تم ہی گریزاں ہٹلرو

آندھیاں کب تک چلیں گی ظلم و استبداد کی
اپنی اکثریت پہ تم ہوتے ہو نازاں ہٹلرو

بربریت ظلم و سفاکی میں اتنے بڑھ گئے
آج ہے چنگیزیت تم سے پشیماں ہٹلرو

میرٹھ ورانچی علی گڑھ احمد آباد وجبل پور
خون ان پہ روتی ہے تاریخِ انساں ہٹلرو

ہند کا غدار تم کہتے ہو ایسی قوم کو
جو صدا سے ہند پہ ہوتی ہے قرباں ہٹلرو

تم مٹا سکتے ہو پل میں یہ محض اک خواب ہے
مومنوں کا یوں نہیں ہے خون ارزاں ہٹلرو

وقت ہے سنبھلو کی پھر پچھتاؤ گے پچھتاؤ گے
چند گھڑیوں کے ہو تم جیسے کہ مہماں ہٹلرو

ٹوٹ جائے گا تمہارا یہ غرورِ ناتواں
رنگ جب بھی لائے گا خونِ مسلماں ہٹلرو

لیڈری کے بھیس میں تم نے جو ڈھائے ہیں ستم
موت کے سب ہیں تمہارے ہی وہ ساماں ہٹلرو

کاٹ کر رکھ دیگی تم کو کھیرے ککڑی کی طرح
صبر کی اُٹھے گی جب شمشیرِ برآں ہٹلرو

خاک میں مل جاؤ گے گور و کفن کی آس میں
آخرش آجائے گا وہ دن بھی ناداں ہٹلرو

ہند سے اسلام ہرگز مٹ نہیں سکتا کبھی
دل ہی میں رہ جائے گا دل کا یہ ارماں ہٹلرو

تم نے چھیڑا ہے کسے یہ جان لو پہچان لو
قائدِ اعظم بنا ہے ہر مسلماں ہٹلرو

قومِ مسلم ہی نہیں جمہوریت بھی ہند کی
تم سے خطرے میں ہے لرزاں اور پریشاں ہٹلرو

ہند کو تم سے کریں گے پاک اجمل ایک دن
ہم مسلماں ہم مسلماں ہم مسلماں ہٹلرو

سلام

السلام اے رحمت للعالمیں — السلام اے راحت قلبِ حزیں
السلام اے وجہِ تخلیق جہاں — السلام اے زینتِ عرشِ بریں
السلام اے مظہر رب العلی — السلام اے شانِ قدرت کے امیں
السلام اے شافعِ روزِ جزاء — السلام اے جاں پناہِ مذنبیں
السلام اے فاتح بدر و حنین — السلام اے سرورِ دنیا و دیں
السلام اے بادشاہِ دو جہاں — السلام اے فضلِ ربُ العٰلمیں
السلام اے چارۂ بے چارگاں — السلام اے سبز گنبد کے مکیں
السلام اے رحمتِ ربّ قدیر — السلام اے کعبۂ اہلِ یقیں
السلام اے آبروئے انبیاء — السلام اے افتخارِ مرسلیں
السلام اے مہبط وحیِ خدا — السلام اے قبلۂ روح الامیں
السلام اے اجملِ کون و مکاں — السلام اے اکملِ دنیا و دیں

سلام

رحمت للعالمیں ہو — سبز گنبد کے مکیں ہو
زینتِ عرشِ بریں ہو — راحتِ قلبِ حزیں ہو
یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

مہرِ عرشِ ربِّ اعظم — جانِ ایماں جانِ عالم
فخرِ کل شاہِ دو عالم — تم ہی ہو رحمتِ مجسم

عاصیوں کی لاج والے — شان والے تاج والے
سر پہ ہے بارِ معاصی — ہو کرم معراج والے

اے شفیعِ روزِ محشر — فخرِ دیں فخرِ پیمبر
آئیں جب گھڑیاں نزع کی — ورد ہو بس یہ زباں پر

مکی و مدنی العربی — راحتِ و تسکینِ قلبی
یا نبی فداک روحی — سیدی ومولائی جدی

آپ کا وصفِ مدلّل ہے یہ قرآنِ مکمل
شان بھی کیا شان اللہ اشرف و اعلیٰ و افضل

غمگسارِ بیکساں ہو جاں پناہِ عاصیاں ہو
مالکِ کون و مکاں ہو وجہِ تخلیقِ جہاں ہو

اے مرے محبوبِ یزداں اے مرے عالم کے سلطاں
اے سراپا ظلِ سبحاں آپ پر قرباں دل و جاں

مصطفیٰ محفل کی سن لو ہر تڑپتے دل کی سن لو
ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں اجملِ بسمل کی سن لو

اشرفِ سمناں کے صدقے خواجۂ دوراں کے صدقے
صدقۂ غوثُ الوریٰ دو سیّد الشہداء کے صدقے

سلام

صل علیٰ سلام علیک کشف الدُّجیٰ سلام علیک
شمس الضحیٰ سلام علیک بدر الدُّجیٰ سلام علیک

آئے ہیں اے شہہِ ہدیٰ تیرے حبیب اُمتی پھیلائے دستِ مدّعا تیرے غریب اُمتی
چشمِ کرم اٹھایئے چشمِ کرم اُٹھایئے کب تک بہائیں اشکِ غم حرماں نصیب اُمتی

صلّ علیٰ سلام علیک

بخشائش اُمم کی جب آپ نے رب سے کی دعا رحمتِ حق نے جھوم کر بخشش کا وعدہ کرلیا
طاعتِ مصطفیٰ ہے شرط کلمۂ لا الہ کو پڑھ لے جو دل سے بے گمان جنت کا مستحق ہوا

صلّ علیٰ سلام علیک

مل جائے اِذن گر حضور در پہ تمہارے آئیں ہم پنہاں ہیں دل میں زخم جو آقا تمہیں دکھائیں ہم
کیا کیا سہے ہیں ہند میں ظلم وستم غم والم کس کو سنائیں حالِ دل تم کو نہ جب سنائیں ہم

صلّ علیٰ سلام علیک

چاند کے ٹکڑے ہوگئے انگشتِ پاک کیا اٹھی کنکر نے کلمہ پڑھ لیا جنبش لبوں کو جب ہوئی
آپ ہی ہیں بنائے کل آپ ہی رحمتِ سبل سارا جہان آپ کا ساری خدائی آپ کی

صلّ علیٰ سلام علیک

آپ کے نورِ پاک سے شمس و قمر ہیں ضوفشاں زیرِ نگیں ہیں آپ کے عرش و زمین و آسماں
مختارِ کائنات ہیں لاریب آپ مصطفیٰ بھیجے درود آپ پر ہر شئے جہاں کی بیگماں

صلّ علٰی سلام علیک

طیبہ ہمیں بلایئے، دیدار سے نوازیئے بگڑی ہم عاصیوں کی اب بہر خدا بنایئے
آپ کے نام لیوا ہیں، مانا گناہگار ہیں بارِ گنہ نہ دیکھئے دستِ کرم اُٹھایئے

صلّ علٰی سلام علیک

آپ کا نورِ پاک جب قبر میں جگمگا اُٹھے پڑھتا ہوا درود یہ اجملؔ بے نوا اُٹھے
منکر نکیر بھی شہا بن جائیں میرے ہم سخن قبر کا ذرّہ ذرّہ بھی وجد میں گنگنا اُٹھے

صلّ علٰی سلام علیک

قطعہ

اپنا احوالِ غم ہجر سنائیں کس کو
میرے سرکار دلِ زار دکھائیں کس کو

اپنے اجملؔ پہ بھی سرکار ہو چشم رحمت
آپ کے ہوتے ہوئے کیسے بلائیں کس کو

استغاثہ بحضور غوث العالم مخدوم جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی

اے مرے محبوب یزداں اے مرے پیروں کے پیر
دستگیر بیکساں یا غوث العالم ..... دستگیر
آپ کا کہلاؤں بندہ اور رسوائی ملے
آپ کا ہوتے ہوئے اور آپ کے ہوتے ہوئے
اے مرے سلطانِ سمناں رحمتِ ربِّ قدیر
دستگیر بیکساں یا غوث العالم ..... دستگیر

لٹ گیا چین وسکوں تڑپے ہیں یوں صبر وقرار
حالِ غم پہ زندگانی میری روئے زار زار
زخم دل کی ٹیس میں تقدیر ہے جیسے اَسیر
دستگیر بیکساں یا غوث العالم ..... دستگیر

پھر رہا ہوں در بدر برباد ہے دنیا مری
کیا ترے در سے بھی خالی میری جھولی جائے گی
تو جہانگیرِ زمن ہے اور میں ادنیٰ فقیر
دستگیر بیکساں یا غوث العالم ..... دستگیر

جوش پر آئے گی آخر کب تلک شفقت تری
تیرے نور العین کی اولاد ہوں عاصی سہی
ٹوٹتی سانسوں پہ پھر ہوجائے لطفِ بے نظیر
دستگیر بیکساں یا غوث العالم ..... دستگیر

زندگی کو دفن کرکے زندگی ہے بے قرار
آرزوئیں جاں بلب ہیں حسرتیں ہیں اشکبار
حالِ دل کیا کیا کہوں خود آپ ہیں روشن ضمیر
دستگیر بیکساں یا غوث العالم ..... دستگیر

صدقۂ شبیر و شبر صدقۂ خواجہ معیں
صدقۂ قطب ونظام وشیخ علاء الحق ودیں
اک نگاہِ لطف بہرِ غوث الاعظم دستگیر
دستگیر بیکساں یا غوث العالم ..... دستگیر

موت نے پھر چھین لی ہیں زندگی کی رونقیں
دل کے ٹکڑے ماں کو ترسیں ممتا بدلے کروٹیں
اب تو باقی ہے فقط چہروں پہ اشکوں کی لکیر
دستگیر بیکساں یا غوث العالم ..... دستگیر

بجھ گیا دل کا دیا ارماں سسک کر رہ گئے
جانے کیسے کیسے صدمے ہائے جاں پہ سہہ گئے
خشک ہوتی جارہی ہے آہ اب آنکھوں کی نیر
دستگیر بیکساں یا غوث العالم ..... دستگیر

اے مرے مشکل کشا مشکل کشائی کیجئے
بحرِ غم میں غرق ہوں اب تو خبر لے لیجئے
کون ہے تیرے سوا میرا جہاں میں دستگیر
دستگیر بیکساں یا غوث العالم ..... دستگیر

سخت مشکل میں ہے جاں یا شاہِ سمناں ہو کرم
اپنی نسبت کا خدارا آپ ہی رکھ لیں بھرم
اجملؔ بے چارہ آخر ہے ترے در کا فقیر
دستگیر بیکساں یا غوث العالم ..... دستگیر

نعت رسول کونین ﷺ

اب دل کی دھڑکنوں کا بھی عالم عجیب ہے
شائد مرے حبیب کا روضہ قریب ہے

اے دل ذرا سنبھل کہ وہ جلوہ قریب ہے
جو عرش کا وقار ہے آدم نصیب ہے

پڑنے لگی ہے دل پہ کرم کی تجلیاں
شائد زمیں کا عرشِ معلیٰ قریب ہے

یوں تو ظہورِ معجزہ ہے شانِ انبیاء
لیکن سراپا معجزہ میرا حبیب ہے

بندوں سے رب کا پیار ہوا نَحْنُ اَقْرَبُ
اور اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی کرم کا نقیب ہے

بکھری ہوئی ہیں ہر سو گریباں کی دھجیاں
کیا دارِ سرمدی ہی ہمارا نصیب ہے

اے نسبت غلامیٔ سرکار تجھ پہ صدقے
تیرے طفیل لذتِ ایماں نصیب ہے

اہلِ دول تو حاضرِ دربار ہوگئے
اُجڑا ہوا جہاں لئے اجمل غریب ہے

نعتِ پاک

(۱۸؍جون ۱۹۹۰ء کی شب مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ حاضری کے لیے جاتے ہوئے)

دل کی دھڑکن ہے اور مدینہ ہے
مہبطِ عشق آج سینہ ہے

میرے آقا کا یہ کرم دیکھو
زائرِ طیبہ اک کمینہ ہے

فرش پہ عرش دیکھنے والو
یاں فرشتہ بھی باقرینہ ہے

ان کی بخشش کی شان تو دیکھو
عازمِ حج سوئے مدینہ ہے

مثلِ انگشتری یہ دنیا ہے
روضہ تیرا شہا نگینہ ہے

ہند میں رہ کے رات دن تڑپیں
ایسا جینا بھی کوئی جینا ہے

رشکِ خلدِ بریں ہے تو بطحا
گود میں تیری وہ خزینہ ہے

اونچے نیچے پہاڑ طیبہ کے
گویا یہ عرش رب کا زینہ ہے

مجھ گنہگار کی ہوئی معراج
میری آنکھیں ہیں اور مدینہ ہے

مومنو سر کے بل یہاں پہ چلو
یہ جوارِ شہِ مدینہ ہے

رب نے تکمیل دین یوں کردی
جسم مکہ ہے جاں مدینہ ہے

آگئی در پہ تیرے موت جسے
مرنا اس کا نہیں ہے جینا ہے

اے کرم کی تجلیو آؤ
میرا سینہ بھی طورِ سینا ہے

لاکھ سجدے کریں حرم میں فضول
جن کو آقا سے بغض و کینہ ہے

ہے معطر مشامِ جاں جس سے
میرے سرکار کا پسینہ ہے

بڑھ کے ان کا کرم بچا لے گا
لاکھ طوفان میں سفینہ ہے

اپنے اجمل کا بھی بھرم رکھ لیں
آپ کا ہی ہے گر کمینہ ہے

نعتِ پاک

(۲۶ر جون ۱۹۹۰ء کو دربارِ مصطفیٰ میں حاضری کے وقت)

مرے آقا کا گنبدِ خضریٰ — مظہرِ جلوۂ خدا گویا
باغِ جنت بھی جس پہ ہے صدقے — تیری محراب و منبر و روضہ
میرے آقا نے دے دیا واللہ — رب ہب لی کا جانفزا مژدہ
نسبتِ مصطفیٰ کا صدقہ ہے — یثربِ دہر ہوگیا طیبہ
یہ ہے اعجازِ جسم بے سایہ — ان کی رحمت کا چار سو سایہ
ان کی چشمِ کرم ہوئی جیسے — چاند چیرے ہوئے جگر آیا
جن کو نسبت ہے تیرے قدموں سے — میں بھی ہوجاتا کاش وہ ذرّہ
ذرّہ ذرّہ ہے رشکِ ماہ و نجوم — چپہ چپہ ہے روضۃ الجنۃ
میں نے جو مانگا مل گیا مجھ کو — کون کہتا ہے کچھ نہیں ملتا
حاضری گر نہ ہو دوبارہ نصیب — موت آجائے تیرے در پہ شہا
سبز گنبد کی چھاؤں میں اے کاش — لب پہ یا مصطفیٰ ہو آئے قضا
یا عجب شرک کہنے والے بھی — آکے کہتے ہیں یا رسول اللہ
جس کو دیکھو ہے ہاتھ پھیلائے — ہے عجب آپ کا یہ بابِ عطا
میں کہاں اور کہاں تری چوکھٹ — یہ تو بس تیرا ہی ہے لطف و عطا
بن کے اے کاش اک کبوتر ہی — میں فدائے درِ نبی ہوتا
وقت رخصت ہے بیکسوں والے — بھیک دے دیجئے کرم کی شہا
بہرِ حسنین آبرو رکھ لیں — اپنے اجمل کی اے شہِ بطحا

مناجات

توغنی ہے سارے جہان سے میں فقیر و عاجز و بے ہنر
میری معصیت پہ نہ کر نظر مجھے روزِ حشر نہ خوار کر

ہو ضروری میرا حساب گر تو یہ التجا بھی قبول کر
میرا جیسا چاہے بھی حشر کر میرے مصطفیٰ کو نہ ہو خبر

ترے عدل کی کہاں تاب ہے ترے فضل کی فقط آس ہے
مجھے بخش دے تو کرم ترا، تری شان بھی تو ہے درگزر

ترے لطف ہی سے حیات ہے ترے اذن ہی سے نجات ہے
تیری شان ہی فقط حکمراں نہیں کچھ بھی عالم خیر و شر

مجھے اُن کی راہ چلا خدا رہا جن پہ ترا کرم سدا
مجھے ان سے اپنی امان دے جو تیرے غضب میں ہیں سربسر

مرے اشرفؔ و خواجۂ خواجگاں مرے غوث الاعظم و شہہ نجف
تری نعمتوں کے ہیں تاجور تری رحمتوں کے ہیں بام و در

تیرا لطف لطفِ عمیم ہے تو رؤف ہے تو رحیم ہے
تجھے پنجتن کا ہے واسطہ میری لغزشوں کو معاف کر

تجھے واسطہ شہِ دین کا تجھے واسطہ ترے دین کا
مری زندگی بھی ہو خیر پر مرا خاتمہ بھی ہو خیر پر

مرے دل میں تیری ہی یاد ہو مرے لب پہ تیرا ہی نام ہے
ہے یہی دعا دمِ آخری میرا سر ہو تیرے نبی کا در

تیری شان جَلَّ جَلالُہٗ تیری ذات عَمَّ نَوَالُہٗ
تیرا ذکر راحتِ قلب و جاں ترا نام مونسِ خشک و تر

کہاں تیری حمد و ثنا کہاں تیرا بندہ اجلؔ پُر خطا
یہ تیرے کرم کی ہی شان ہے کہ نصیبہ میرا ہے اوج پر

نعت

اب میں ہوں اور مدحتِ سرکارِ مدینہ — واللہ یہ ہے رحمتِ سرکارِ مدینہ
بُوجہل کی مٹھی میں بھی کنکر پڑھے کلمہ — کہتے ہیں اسے عظمتِ سرکارِ مدینہ
ہوتے ہیں اشارے پہ تصدق مہہ وانجم — دیکھو تو ذرا قدرتِ سرکارِ مدینہ
مومن ہو کہ کافر ہو فیضان ہے سب پر — میں صدقے ترے رحمتِ سرکارِ مدینہ
وہ دولتِ کونین بھی ٹھکرا دے نہ کیونکر — ملتی ہو جسے الفتِ سرکارِ مدینہ
رب خالقِ کونین ہے وہ مالک ومختار — اے صل علی عظمتِ سرکارِ مدینہ
لاریب ہے اجمل وہی دل عرشِ الٰہی — ہو جس میں بسی چاہتِ سرکارِ مدینہ

قطعہ

حب احمد ہی نہیں جس شخص کے ایمان میں
فرق ہی کیا رہ گیا پھر اس میں اور شیطان میں

لاکھ عاصی ہیں مگر نسبت تو ہے سرکار سے
نام احمد نقش ہے واللہ قلب وجان میں

نعت بزبان ہندی

ہمرو سنو ہو بنتی ہمرو پکریا
ترسے درس کا آخر کب تک نجریا

آمنہ کے جائے عبداللہ کے دلارے رب کے ہومیت سارے جگ سے نیارے
عرشِ بریں ہے توری اونچی اٹریا
ہمرو سنو ہو بنتی ہمرو پکریا

دکھین کی لاج والے دکھیا کی سن لو دواُو جگ کے راج والے منگتا کی سن لو
کب تک دکھیہو ناہیں اپنی دُوَریا
ہمرو سنو ہو بنتی ہمرو پکریا

آیا ہے ساون گوہنکے کویلیا پی پی پی پی پہنکیئے پپیرا
برسے ہے رِم جھم نین بدریا
ہمرو سنو ہو بنتی ہمرو پکریا

برہا کی ماری اک دکھیاری رو رو گزارے رینا ساری
چندا برہ ما روئے جیسے چکوریا
ہمرو سنو ہو بنتی ہمرو پکریا

تم ہی دھرم ہومورے تم ہی ایمان ہو تم ہی ہو دنیا موری تم ہی جہان ہو
تم پہ نچھاور تن من سگر و عمریا
ہمرو سنو ہو بنتی ہمرو پکریا

ہند ما روئے آقا اُمت تمہاری ظلم کی چھائی ہرسُو بدری کاری
اب تو کرم کی کردو ہم پہ نجریا
ہمرو سنو ہو بنتی ہمرو پکریا
چندا سُرُج جہ پہ قربان جائیں جن و بشر بھی جپے ایمان لائیں
جبریل ماٹھا ٹیکئے آئے دُوَرِیا
ہمرو سنو ہو بنتی ہمرو پکریا
نور کی بستی ما نور کا پیکر تاروں کے بیچ جیسے ماہِ منور
بیچ صحابہ ایسے جگ کے اَجوریا
ہمرو سنو ہو بنتی ہمرو پکریا
آئے ہے آقا جب سے حج کا مہینہ سج دھج کے حاجی چلے سوئے مدینہ
تڑپت ہے اجمل جیسے جل بن مچھریا
ہمرو سنو ہو بنتی ہمرو پکریا

قطعہ حمد

تیری ذات لازوال ہے تیرا حسن بے مثال ہے
تو رحیم ہے تو کریم ہے تری شان ذوالجلال ہے

تو حفیظ ہے تو نصیر ہے تو علیم ہے تو خبیر ہے
تو حبیب ہے تو مجیب ہے تو حکیمِ باکمال ہے

نعتِ پاک

ان کا جلوہ اگر نہاں ہوگا
سارا منظر دھواں دھواں ہوگا

اس سے کیا کچھ چھپا کہاں ہوگا
جو سرِ عرش میہماں ہوگا

قبر میں جب وہ جانِ جاں ہوگا
گلستاں قبر کا جہاں ہوگا

کیسے پائے گا وہ خدا کا پتا
جس نے دیکھا فقط قراں ہوگا

رب ہب لی کہیں گے آقا مرے
جب نہیں کوئی مہرباں ہوگا

حشر میں دھوم ہوگی بس تیری
تیری رحمت کا ہی بیاں ہوگا

ان کی ہوجائے گر نگاہِ کرم
مجھ سا ذرّہ بھی آسماں ہوگا

اے غمِ دل تری دوا کیا ہو
جانے وہ جانِ جاں کہاں ہوگا

ظلمِ طائف پہ بھی دعا دیدے
کون آقا سا مہرباں ہوگا

کس کے بس میں ہے انکی مدح وثنا
جن کا مداح خود قرآں ہوگا

ہو مکاں جس کا عرش سے بڑھ کر
کیسا اجمل وہ عالیشاں ہوگا

نعتِ پاک

جب بھی طیبہ کی یاد آجائے
دل تڑپ جائے آنکھ بھر آئے

اے خدا دے وہ جذبۂ ایماں
قلبِ مومن جو پھر سے گرمائے

شکلِ قرآں میں طائرِ سدرہ
رب کی نعتوں کا مجموعہ لائے

کس نے دیکھا ہے ان کا حسنِ تمام
جیسا چاہا جسے نظر آئے

ان کی چوکھٹ کی شان تو دیکھو
جو بھی آئے ہے ہاتھ پھیلائے

حشر کے دن بھی کھل اٹھے چہرے
آئے آئے مرے نبی آئے

شوقِ دیدار اور فزوں تر ہے
جب سے خوابوں میں وہ نظر آئے

چٹکیاں دل میں لیتا ہے کوئی
یاد جیسے مدینہ پھر آئے

اب تو چشمِ کرم ہو آقا اِدھر
دردِ عصیاں ہے دل کو تڑپائے

ان کا دیدار گر میسر ہو
موت ایسی ہزار بار آئے

راہِ حق میں فنا سے ملتی ہے
زندگی ایسی موت شرمائے

اِذن پھر دیدو حاضری کا شہا
اجملؔ خستہ جاں بھی جی جائے

نعتِ پاک

شاہِ بطحا کا وہ اشارہ ہے — مہر پلٹا ہے مہ دو پارہ ہے
جوش پر آ گیا کرم ان کا — دل نے جب بھی انہیں پکارا ہے
فکرِ اُمت کرے ہو کیوں پیارے — جو تمہارا ہے رب کا پیارا ہے
حشر کا دن ہے نفسی نفسی ہے — رب ہب لی فقط سہارا ہے
عرشِ اعظم بلائیں لیتا ہے — گنبدِ خضریٰ ایسا پیارا ہے
باغِ جنت بھی جس پہ ہے واری — میرے آقا وہ در تمہارا ہے
ان کا بندہ جلے جہنم میں — رحمت حق کو کب گوارا ہے
مہر و مہ میں ضیا کہاں اپنی — تیرے جلوؤں کا بس اُتارا ہے
تجھ سے جیتے ہیں تجھ سے پلتے ہیں — تیرے ٹکڑوں کا ہی سہارا ہے
اجملؔ بے نوا کہاں تو ہے — ان کی مدحت میں تیس پارہ ہے

نعتِ پاک

ہم دیارِ حبیب دیکھیں گے
ان سے خود کو قریب دیکھیں گے

مرغِ بسمل کا رقص کیا ہوگا
اپنا عالم عجیب دیکھیں گے

جوش پر ہوگا لطفِ شاہِ زمن
جب وہ اپنا غریب دیکھیں گے

حاجیو! ساتھ لے لو ہم کو بھی
ہم بھی اپنا نصیب دیکھیں گے

مرضِ عصیاں سے ہوگی پل میں شفا
اب تو ایسے طبیب دیکھیں گے

قبر میں اے فرشتو کچھ نہ کہو
اب تو رب کے حبیب دیکھیں گے

رکھ دیا تیرے در پہ سر اپنا
اب نہیں غم رقیب دیکھیں گے

باغِ طیبہ میں گنگناتے ہوئے
جب کوئی عندلیب دیکھیں گے

یاد آجائے گی تری اجملؔ
تجھ سا جب خوش نصیب دیکھیں گے

منقبت بحضور غوث العالم رضی اللہ عنہ

پیرِ پیراں میر میراں ظل سبحاں المدد
اے مرے محبوب یزداں شاہِ سمناں المدد

غوث وخواجہ کی کرامت شیخ علاء الحق کی شان
منبعِ انوارِ وحدت غوثِ دوراں المدد

اے جہانگیر دو عالم خسروِ ہندوستاں
بادشاہِ دین و دنیا جانِ ایماں المدد

نیّر چرخِ ولایت مہبط فضلِ خدا
نورِ نگہہِ مصطفیٰ صدر شکِ خوباں المدد

شاہِ مرداں شیر یزداں چارۂ بیچارگاں
اے انیسِ عاجز و حرماں نصیباں المدد

پھر بتانِ آزری مسجد میں داخل ہوگئے
اے علی کے لاڈلے دیں کے نگہباں المدد

کشتیِ اسلام پھر، ہچکولے کھائے جائے ہے
جوش پر ہے کافرانہ موجِ طوفاں المدد

گر پڑیں بت سر کے بل اور کلمۂ طیب پڑھیں
اے مظہرِ اسرارِ کُن جانِ مریداں المدد

پَرتوِ شانِ مسیحی مظہرِ حسنِ تمام
آئینۂ قدرت متاعِ دل فگاراں المدد

زندگی غم کے اندھیروں میں سمٹتی جائے ہے
آسمانِ غوثیت کے ماہِ تاباں المدد

اپنے نور العین کا صدقہ عطا کردو حضور
کچھ نہیں تم سے نہاں حالِ پریشاں المدد

غرض کی ماری ہوئی دنیا میں تنہا بے اماں
اب نہیں تیرے سوا کوئی بھی پرساں المدد

اجمل بیچارہ تیرے در کے ٹکڑوں پہ جیا
اپنے قدموں میں ہی رکھنا میرے سلطاں المدد

منقبت بحضور مخدوم سمناں رضی اللہ عنہ

غوثِ زمن کے راج دلارے مخدوم اشرف سمنانی
خواجہ پیا کی آنکھ کے تارے مخدوم اشرف سمنانی

دید و شہا حسنین کا صدقہ اپنے نور العین کا صدقہ
آئے ہیں دامن کو پسارے مخدوم اشرف سمنانی

روز و شب دربار سے تیرے فیض کا دریا بہتا ہے
ایسے ہو اللہ کے پیارے مخدوم اشرف سمنانی

بیچ بھنور میں نیّا پھنسی ہے جان لبوں پر آن بسی ہے
کس کو پکاریں ہو کے تمہارے مخدوم اشرف سمنانی

رکھ لو بھرم اپنی نسبت کا کردو کرم کی ایک نظر
ہم ہیں تمہارے تم ہو ہمارے مخدوم اشرف سمنانی

کس کو سنائیں حالِ پریشاں کس کو دکھائیں چاکِ گریباں
کون سنے گا دُکھڑے سارے مخدوم اشرف سمنانی

مُورَت کو انسان بنایا مُردوں کو بھی زندہ کیا
کلمہ پڑھیں بُت تیرے اشارے مخدوم اشرف سمنانی

تختِ شاہی تاج وحکومت ملک و وطن سب چھوڑ چلے
آئی ندا جب غیب سے پیارے مخدوم اشرف سمنانی

غوثِ زماں محبوبِ یزداں اور جہانگیرِ ہستی
اللہ اللہ کیسے نیارے مخدوم اشرف سمنانی

سب کی حاجت قبر پہ میری پل بھر میں بَر آئے گی
دیتے ہیں مژدہ اپنے دُوارے مخدوم اشرف سمنانی

شانِ ولایت دیکھے دنیا جن و بشر کا میلا لگا ہے
کون نہیں ہے تیرے دوارے مخدوم اشرف سمنانی

بنتی سن لو اَنسُوَن کی اب بھیک دو داتا درشن کی
نَینا پیا سے تجھ کو نہارے مخدوم اشرف سمنانی

رب نے دیئے دنیا کے خزانے تن پہ مگر ہیں فقر کے جامے
خضر بھی گائیں گیت تمہارے مخدوم اشرف سمنانی

حشر کے دن بھی کام آجانا اپنے اجمل کو بخشانا
جیون بیتا تیرے سہارے مخدوم اشرف سمنانی

نعتِ پاک

تمہیں کیا کہوں کہ ہو کیا شہا مرے مصطفیٰ مرے مصطفیٰ
تمہیں پا کے ہی ملا کبریا مرے مصطفیٰ مرے مصطفیٰ

سر پل صراط جو بچھ گئے پرِ جبرئیل قدم تلے
ہوا حشر میں یہی غلغلہ مرے مصطفیٰ مرے مصطفیٰ

ترے در سے بھیک جو مل گئی مری زندگانی ہی کھل گئی
کہوں کیا کہ مجھ کو ملا نہ کیا مرے مصطفیٰ مرے مصطفیٰ

شبِ اسریٰ کا وہ عجب سفر کہ زمیں بھی ہوگئی عرش پر
تیرا ادنیٰ سا ہے یہ معجزہ مرے مصطفیٰ مرے مصطفیٰ

میں سراپا معصیت و خطا تو سراپا رحمتِ کبریا
ہے ترے کرم پہ بس آسرا مرے مصطفیٰ مرے مصطفیٰ

میرے دل میں تیری ہی چاہ ہو میرے دل میں تیری ہی راہ ہو
مرے لب پہ بس ہو یہی صدا مرے مصطفیٰ مرے مصطفیٰ

تمھیں اصل کُن فَیکُون شہا تمھیں روحِ کون ومکاں شہا
تم ہی آرزو تم ہیں مدعا مرے مصطفیٰ مرے مصطفیٰ

کہاں تیرا اجمل بے نوا کہاں تیرا حسن خدا نما
ہوئی بس قرآں سے تری ثنا مرے مصطفیٰ مرے مصطفیٰ

منقبت

رحمت برس رہی ہے مخدوم کی گلی میں
کیا شان فیض کی ہے مخدوم کی گلی میں

یہ شانِ غوثیت ہے کہ چرچا ہے چار سو
خلقت امنڈ پڑی ہے مخدوم کی گلی میں

ہر لمحہ فیض کا ہے ہر وقت فیض کا ہے
فیضانِ سرمدی ہے مخدوم کی گلی میں

جود و عطا عنایت و لطف و کرم کی بات
ہر آن ہر گھڑی ہے مخدوم کی گلی میں

لاکھوں مسلماں ہوگئے اِک نگہہِ لطف سے
راہِ خدا ملی ہے مخدوم کی گلی میں

خواجہ، قطب، فرید و نظام و علاء الحق
خوشبوئے غوث بھی ہے مخدوم کی گلی میں

بٹتا ہے باڑہ نورِ ہدایت کا ہر گھڑی
جھولی ہر اک بھری ہے مخدوم کی گلی میں

حاضر ہیں جن و انس و ملائک کچھ اسطرح
ایک نور کی لڑی ہے مخدوم کی گلی میں

باغِ ارم سے آئی ہے جیسے ہوا یہاں
مہکے کلی کلی ہے مخدوم کی گلی میں

دنیا کی نعمتیں ہوں کہ دارین کا وقار
کس چیز کی کمی ہے مخدوم کی گلی میں

ایک نیر بہہ رہی ہے روضے کے اِرد گرد
اِک نیر نور کی ہے مخدوم کی گلی میں

حاجت روائی ایسی کہ دنیائے انس و جاں
جھولی لیے کھڑی ہے مخدوم کی گلی میں

آلامِ زندگی سے تھا پژمردہ و نزار
بگڑی مری بنی ہے مخدوم کی گلی میں

اجمل میں شاہِ سمناں کا ادنیٰ غلام ہوں
قسمت مری کھلی ہے مخدوم کی گلی میں

منقبت

اشرف پیا موہے دے دو سہارا
نیّا بھنور میں ہے دور کنارا

بنتی کروں تورے پڑجاؤں پیّاں
لاج رکھو موری مورے گوسیّاں
دے دو درس کی بھیک خدا را
اشرف پیا موہے دے دو سہارا

دن رات تڑپت ٹوٹے کمریا
چین کا ترست بیتے عمریا
چھور ہے دکھ کا نہ کونو کنارا
اشرف پیا موہے دے دو سہارا

بیری بھَیل جگ ہائے کچھ ایسا
چھوڑ چلا سنگ سایہ بھی اپنا
جائے کہاں اب پِتا کا مارا
اشرف پیا موہے دے دو سہارا

بٹتی ہے رحمت تمھرے دوارے
ہم بھی کھڑے ہیں جھولی پسارے
لال کا اپنے دے دو اُتارا
اشرف پیا موہے دے دو سہارا

ٹُوٹَل بھرم ہے اپنن سے ایسا
اپنا کہت اب دھرکت جیرا
نینا بہائے آنسوؤں کا دھارا
اشرف پیا موہے دے دو سہارا

سمناں کے راجا جگ اجیارے
تم ہی ہو موری آس تم ہی سہارے
تم پہ ہے واری اجمؔل تمہارا
اشرف پیا موہے دے دو سہارا

منقبت بحضور غوث الاعظم دستگیر جیلانی رضی اللہ عنہ

محرم راز الا اللہ ہیں غوث الاعظم دستگیر
مہبط لطف شاہِ ہدیٰ ہیں غوث الاعظم دستگیر

سارے ولی قدموں پہ انکے لیتے ہیں جیسے فیض کے صدقے
نور نبی کی ایسی ضیا ہیں غوث الاعظم دستگیر

دجلہ سے ڈوبی کشتی نکلی ممتا کو سوغات ملی
شانِ قدرت شانِ ولا ہیں غوث الاعظم دستگیر

کہتے ہی "یـــا غَـوث اَغِثْنِـیْ" ہر مشکل آسان ہوئی
اللہ فضل خدا ہیں غوث الاعظم دستگیر

شیئاً للہ شیئاً للہ یا عبدالقادر جیلانی
آپ کے ہوتے زیر جفا ہیں غوث الاعظم دستگیر

خواب میں جو تقدیر بدل دیں مردوں کو بھی زندہ کریں
قادرِ مطلق کی وہ رضا ہیں غوث الاعظم دستگیر

عبدالقادر کہلائیں اور شرق وغرب ہیں زیر قدم
ایسے عبد ربّ عُلا ہیں غوث الاعظم دستگیر

جب بھی میں نے ان کو صدا دی اجمل میری بگڑی بنی
میرے نبی کی ایسی عطا ہیں غوث الاعظم دستگیر

حمد باری تعالیٰ

اے حسنِ جہاں تاب تری شان عجب ہے
ہر رنگ میں ہیں جلوئے ترے ہائے غضب ہے

محروم نظارہ ہے اگر آنکھ تو کیا غم
تو جلوہ نما دل کے نہاں خانوں میں جب ہے

احساسِ خودی ہی سے تجھے جان سکا ہوں
نیرنگیٔ احساس بھلا تجھ سے جدا کب ہے

ہر ذرّۂ ہستی میں ہے پوشیدہ تری ذات
ہر شئے میں تو ہی جلوہ نما تیری ہی تب ہے

پوشیدہ نہیں جب مرا کچھ تیری نظر سے
آواز میں دوں کیسے تجھے پاسِ ادب ہے

اے حسنِ ازل تیرے بھی دیوانے عجب ہیں
مرمر کے بھی کہتے ہیں کیا دید ہی سب ہے

کہلائیں کبھی شمس کبھی سرمد و منصور جہاں میں
سولی پہ بھی چڑھ کر کہیں جینے کا مزہ اب ہے

تو سب سے نہاں بھی ہے اور سب پہ عیاں بھی
اور سب سے بھی اقرب تری ہر شان عجب ہے

دیتا ہے بھلا کون کسے اور دے گا بھلا کیا
بس تیری مشیت پہ عطا اور طلب ہے

اسباب و وسائل ہیں فقط نام بس اجمل
ملتا ہے تمہیں بس وہی جو مرضیٔ رب ہے

منقبت بحضور غریب نواز رضی اللہ عنہ

مورے خواجہ معیں مورے خواجہ معیں
تم سے سکھ چین ہے تم سے دنیا و دیں

تم ہو اللہ کے پیارے مصطفیٰ کے دُلارے
سارے ولیوں سے نیارے بیکسوں کے سہارے
صدقہ دے دو شہا خواجہ عثمان کا
منگتا آئے ہیں پھر اپنا دامن پسارے

مورے خواجہ معیں مورے خواجہ معیں
تم سے سکھ چین ہے تم سے دنیا و دیں

تم ہی دُکھیوں کی لاج تم ہی منگتا کی آن
تمہرے دم سے ہوا ایک ہندوستان
تم ہی راجا یہاں تم ہی مہراج ہو
تم سے باقی ہے اب بھی مسلماں کی شان

مورے خواجہ معیں مورے خواجہ معیں
تم سے سکھ چین ہے تم سے دنیا و دیں

آج اپنوں سے اسلام خطرے میں ہے
دیکھ کر ہم کو شیطان حجرے میں ہے
بے عمل ہوگئی قوم کچھ اس طرح
اب مسلماں کی پہچان نعرے میں ہے

مورے خواجہ معیں مورے خواجہ معیں
تم سے سکھ چین ہے تم سے دنیا و دیں

آج در پر ترے نینا آنسُون بھرے
ایک بپتا کا مارا ہائے مرمر جئے
لاج رَکھ لو موری مورے ہند الولی
نام لیوا ترا کب تلک دکھ سہے

مورے خواجہ معیں مورے خواجہ معیں
تم سے سکھ چین ہے تم سے دنیا و دیں

تم سے بنتی کروں تہرے پیّاں لگوں
تہری چوکھٹ پڑوں توہری مالا جپوں
اپنے اشرف کا صدقہ موہے بھیک دو
تمھرے ہوتے شہا کا سے دُکھڑا کہوں

مورے خواجہ معیں مورے خواجہ معیں
تم سے سکھ چین ہے تم سے دنیا و دیں

تم ہی نیّا موری تم ہی پتوار ہو
تم ہی جیون مورا تم ہی سنسار ہو
تم پہ ہی ناز ہے تم سے ہی آس ہے
تم پہ اجمؔل تمہارا یہ بلہار ہے

مورے خواجہ معیں مورے خواجہ معیں
تم سے سکھ چین ہے تم سے دنیا و دیں

نعتِ پاک

میرے سرکار مری لاج بچائے رکھنا
تیرا منگتا ہوں مرا ناز بنائے رکھنا

حشر کے دن بھی رہوں مستِ مئے عشقِ نبی
میرے ساقی مجھے کچھ اتنی پلائے رکھنا

تم تو کونین کے مالک ہو تمہیں کیا مشکل
اپنے بیکس کی ہر اک بگڑی بنائے رکھنا

ان کے دم ہی سے تو معراج ہوئی انساں کی
ان کی آمد کا سدا جشن منائے رکھنا

وہ جو دیتے ہیں تو کونین بھی دے دیتے ہیں
آس بس ان کی ہی چوکھٹ سے لگائے رکھنا

ہاتھ پھیلے نہ کسی غیر کے آگے شاہا
اپنے منگتا کا بھرم یوں ہی بنائے رکھنا

نعت لکھتے ہو تو لکھتے ہی رہو روز و شب
نہیں زیبا ہے اسے کل پہ اُٹھائے رکھنا

جان بھی تم پہ فدا جسم بھی تم پر صدقے
اپنے عاجز کی یہی شان بنائے رکھنا

نفسی نفسی کی فضا ہے نہیں کوئی پرساں
میرے آقا مجھے قدموں سے لگائے رکھنا

نام احمد ہی سے باقی ہے وجودِ ہستی
نام اپنا بس اسی نام کے سائے رکھنا

وہ جو روٹھیں گے تو روٹھے گی جہاں کی ہر شئے
جان دے دینا مگر ان کو منائے رکھنا

زلف واللیل ہے اور عارض تاباں والشّمس
ایسے قرآن کو سینے میں بسائے رکھنا

واعظا تیرا فریضہ ہے جہادِ اکبر
نجد کے فتنوں سے اپنوں کو بچائے رکھنا

ان کی مدحت ہی عطا کرتی ہے معراجِ حیات
ان کی نعتوں کی شمع یوں ہی جلائے رکھنا

لاکھ عاصی ہوں گنہگار ہوں پر تیرا ہوں
میرے مولیٰ مجھے اپنا ہی بنائے رکھنا

جان و دل عظمت سرکار پہ قرباں کردو
کام آساں نہیں ایمان بچائے رکھنا

سُنّیت کیا ہے فقط عشق محمد ﷺ اجمل
اپنا سب کچھ اسی مسلک پہ لٹائے رکھنا

منقبت بحضور غریب نواز عطائے رسول رضی اللہ عنہ

خواجۂ خواجگاں عطائے رسول — شاہِ ہندوستاں عطائے رسول
راحتِ انس و جاں عطائے رسول — رحمتوں کا جہاں عطائے رسول
عارفِ عارفاں عطائے رسول — مرشدِ کاملاں عطائے رسول
حق نگر حق نشاں عطائے رسول — رشکِ کرّو بیاں عطائے رسول
ان کا لطف و کرم نوازش ہے — ورنہ میں اور کہاں عطائے رسول
نفسی نفسی کے اس زمانے میں — مونسِ عاجزاں عطائے رسول
اپنی رودادِ غم کہوں کس طرح — آپ پر ہے عیاں عطائے رسول
ہند کی خونچکاں فضاؤں میں — تم سے ہی ہے اماں عطائے رسول
وقتِ مشکل ہے آبرو رکھ لیں — حامیِ بیکساں عطائے رسول
مظہرِ شانِ مصطفائی ہو — تم شہا بے گماں عطائے رسول
تیری مدحت سرائی کی ہے عطا — ورنہ میں بے زباں عطائے رسول
تم پہ جاں صدقے دل فدا شاہا — اے کریمِ جہاں عطائے رسول
تیری رفعت پہ سر خمیدہ ہیں — یہ زمین و زماں عطائے رسول
قلبِ پژمردہ روحِ افسردہ — لیکے جاؤں کہاں عطائے رسول
کس کو اپنا کہے کہاں جائے — اجملِ خستہ جاں عطائے رسول

منقبت بحضور غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ

کرم ہو خدا را کرم غوثِ اعظم
کہ بڑھتے ہی جاتے ہیں غم غوثِ اعظم

کرو اب تو چشمِ کرم غوثِ اعظم
نہیں تاب و ضبطِ الم غوثِ اعظم

کہاں جائیں اب چھوڑ کر در تمہارا
سوالی تمہارے ہیں ہم غوثِ اعظم

تمہیں رب کا احساں تمہیں دیں کے سلطاں
تمہیں مصطفیٰ کا کرم غوثِ اعظم

گریبان کی دھجیاں تک نہیں ہیں
کئے اپنوں نے وہ ستم غوثِ اعظم

یتیموں کے والی فقیروں کے داتا
غریبوں کی جاہ و حشم غوثِ اعظم

ترے منگتا جائیں کہاں کس کے دوارے
فقیروں کا رکھ لو بھرم غوثِ اعظم

مجھے بھی میسر ہو معراجِ ہستی
مرے سر جو رکھ دیں قدم غوثِ اعظم

تمہیں سے ہے اسلام زندہ یقیناً
تمہیں ہو مسلماں کا دم غوثِ اعظم

تمہیں قبلۂ دیں تمہیں کعبۂ دل
فدائے تو لوح و قلم غوثِ اعظم

تمہیں رب کی قدرت کا شہکار بھی ہو
تمہیں ہو نگارِ حرم غوثِ اعظم

تمہیں دستگیرِ زمن شاہِ جیلاں
تمہیں دکھ بھروں کا بھرم غوثِ اعظم

ثنا خواں ترا اجملؔ خستہ جاں ہے
خدا را ہو لطف و کرم غوثِ اعظم

نعتِ پاک

چھائے ہے میرے چار سو انوار کی طرح
شائد ہے میری دل میں کوئی پیار کی طرح

اے کاش میں بھی دیکھوں دیارِ رسول پاک
میرا بھی دل کھلے کسی گلزار کی طرح

آئے جہاں میں یوں تو بہت سارے انبیاء
لیکن کوئی نہیں مرے سرکار کی طرح

بے مثل و بے مثال ہے ان کی ہر اک ادا
ان کے فقیر بھی ہوئے مختار کی طرح

صدقہ عطا ہو حضرتِ حسنین کا شہا
ہم بھی کھڑے ہیں مفلس و نادار کی طرح

فرمایا رب نے ان کو بنا کے مری قسم
ہوگا نہ کوئی اب مرے دلدار کی طرح

تاریخِ آدمیت کہتی ہے اب تلک
پیدا نہیں ہوا کوئی سرکار کی طرح

ان کے کرم نے بڑھ کے گلے سے لگا لیا
دنیا نے جانا تھا مجھے لاچار کی طرح

یکتا ہے رب کی ذات تو یکتا رسول ہیں
دنیا میں کون ہے شہہِ ابرار کی طرح

قربان ان کے عارضِ گلگوں پہ والضحیٰ
واللیل صدقے زلفِ طرحدار کی طرح

ان کے کرم نے بخشا ہے کونین کو عروج
رحمت ہے ان کی رحمتِ غفار کی طرح

محشر کی نفسی نفسی میں بس ان کے ماسوا
سب ہی کھڑے ہوئے ہیں گنہگار کی طرح

نعتیں ہوئی ہیں ان کی مرا زادِ آخرت
اجمل تھا ورنہ میں کسی نادار کی طرح

نعت

فرشِ زمیں پہ عرشِ معلیٰ دکھائی دے
جب بھی جمالِ گنبدِ خضریٰ دکھائی دے

جبریل بھی نہ جان سکے کیا ہیں مصطفیٰ
ان کو تو ساقِ عرش پہ تارا دکھائی دے

مرقد میں تنہا چھوڑ کے احباب جب چلیں
یا رب ترے حبیب کا جلوہ دکھائی دے

محشر کی نفسی نفسی میں بس مصطفیٰ کی ذات
اہلِ جہاں کو ملجا وماویٰ دکھائی دے

یا رب مری نگاہ کو وہ نور کر عطا
دیکھوں جدھر بھی گنبدِ خضریٰ دکھائی دے

طیبہ کے روز و شب میں گزر جائے زندگی
اے رحمتِ تمام کچھ ایسا دکھائی دے

احوالِ غم سناؤں میں تیرے سوا کسے
للہ کچھ سہارا کرم کا دکھائی دے

یا مصطفیٰ کرم ہو دوبارہ غریب پر
پھر تیرا باب رحمتوں والا دکھائی دے

ذرّاتِ خاک پائے نبی بن گئے نجوم
یوں آسماں پہ جلوۂ اسریٰ دکھائی دے

محشر میں "ذَهَبُوْا ذَهَبُوْا" کہیں سارے انبیاء
محبوبِ رب "اَنَا لَهَا" کہتا دکھائی دے

اجمل ہوا نہ ہوگا کوئی مثلِ مصطفیٰ
سارے جہاں میں بس وہی یکتا دکھائی دے

منقبت

درشانِ حضور سیّد الشہداء امامِ حسین شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہ

نورِ نگاہِ سیّدِ ابرار ہیں حسین
وجہِ قرارِ حیدرِ کرّار ہیں حسین

تابندہ دینِ حق ہوا جس کے وجود سے
وہ صبحِ نَو وہ مطلعِ انوار ہیں حسین

باطل بھی سر بلند کرے جس کا چار سو
حقّانیت کے ایسے علمدار ہیں حسین

بخشی ہے جس نے گلشنِ اسلام کو مہک
باغِ محمدیؐ کی وہ مہکار ہیں حسین

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
یعنی حیات تازہ کا اظہار ہیں حسین

جور و جفائے اعداء پہ بھی بددعا نہیں
نانا کی رحمتوں کا وہ شہکار ہیں حسین

قرآن واہلِ بیت ضمانت ہیں دین کی
اور اہلِ بیت کے گلِ گلزار ہیں حسین

کرتی ہے ناز بندگی ان کی جبین پر
ہر شانِ عبدیت میں ضیا بار ہیں حسین

کرب و بلا کی خونچکاں تاریخ ہے گواہ
راہِ خدا میں برسرِ پیکار ہیں حسین

سب گھر کا گھر لٹا کے بھی ہونٹوں پہ اُف نہیں
صبر و رضا کے ایسے طلب گار ہیں حسین

ظالم رہا نہ ظلم رہا جس کی ضرب سے
اجمل صداقتوں کی وہ تلوار ہیں حسین

منقبت بحضور سیّد الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ

حق کی خاطر کربلا میں حق کو جانا ہی پڑا
اپنی دنیا کو لٹا کر دیں بچانا ہی پڑا

اللہ اللہ شان کیا ہے فاطمہ کے لال کی
ان کے قدموں پہ جہاں کو سر جھکانا ہی پڑا

خونِ تازہ دوڑ جائے ہر رگِ اسلام میں
اس لیے آلِ نبی کو رن میں جانا ہی پڑا

پھر نہ ہو کوئی یزید و شمر اور ابنِ زیاد
فاطمہ کے لال کو سب کچھ لٹانا ہی پڑا

ظلم اعداء مصطفیٰ کے لاڈلوں پر اس قدر
تین دن تک حلق میں پانی نہ دانا ہی پڑا

لَافِتیٰ اِلَّا عَلِیٌ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُو الْفِقَارُ
اشقیاء کو نعرہ یہ آخر لگانا ہی پڑا

آخری خطبے پہ بھی جب باز نہ آئے شقی
پیکرِ صبر و رضا کو ہاتھ اُٹھانا ہی پڑا

تا کہ رہ جائے وقارِ دین و ملت دہر میں
سیّد الشہداء کو اپنا سر کٹانا ہی پڑا

قومِ مسلم کو سدا بیدار رکھنے کے لیے
واقعاتِ کربلا ہم کو سنانا ہی پڑا

اجملؔ خستہ جگر اور شاعرانہ بال و پر
خاطرِ احباب اس دنیا میں آنا ہی پڑا

منقبت

بحضورِ مولائے کائنات امیر المومنین سیّدنا وجدنا علی مرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم علیہ السلام

اللہ اللہ شانِ رعبِ زورِ بازوئے علی
بابِ خیبر سرنگوں ہے دیکھ کر رُوئے علی

باغِ زہرہ میں وِلایت کے گل و غنچے کھلے
چھائے جب عالم پہ رحمت بن کے گیسوئے علی

پھر خدا کے گھر میں داخل ہیں بتانِ آذری
عصمتِ وحدانیت ہے آج پھر جوئے علی

آج بھی دنیا بنے گہوارۂ امن و اماں
گر دلوں میں جا گزیں ہوجائے پھر خوئے علی

دین میں ہیں یوں تو جانے کتنی فرقہ بندیاں
جان لو مومن وہی ہے جو ہے از روئے علی

کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے ان کی زیست کا
زندۂ جاوید ہے جب آج بھی موئے علی

ہے مشامِ جاں معطر اس طرح اسلام کی
قلبِ مومن میں ہے پنہاں عادت وخوئے علی

جن کی آب وتاب سے خیرہ ہیں آنکھیں آج بھی
گوہرِ نایاب ہیں ہر ایک لؤلوئے علی

عقل حیراں ہوکے تکتی رہ گئی اندازِ عشق
ہجر کی شب بسترِ نبوی پہ جب سوئے علی

تاب لا سکتی نہیں دنیا کی یہ نیرنگیاں
گر شکن آلود ہوجائے اَبروئے علی

عظمتِ اصحاب سر آنکھوں پہ پھر بھی جانے کیوں
جان و دل میرے کھنچے جاتے ہیں بس سوئے علی

ہو معطر کیوں نہ ہر غنچہ جہانِ دین کا
باغ کے ہر پھول سے آتی ہے خوشبوئے علی

اجمل العلماء مجھے کہتے ہیں سب اصحابِ علم
میں سمجھتا ہوں فقط ہوں اک سگِ کوئے علی

نعت شریف

اس کی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے
جس کا باعث سدا بہانا ہے

خود خدا جس کو پاک و صاف کرے
مرے سرکار کا گھرانہ ہے

گرمیِ حشر جا کہیں ہم پر
ان کی رحمت کا شامیانہ ہے

شانِ بخشش ہے جوش پر شائد
پھر مصائب کا آنا جانا ہے

جس کے باعث ہے سرخ رُو اسلام
بس وہی فاطمی گھرانہ ہے

اپنے اعمال پر نظر رکھو
حشر میں رب کو منھ دکھانا ہے

شوقِ دیدار رنگ لائے گا
موت کیا ہے فقط بہانا ہے

لاکھ بدکار ہوں مگر ہے یقیں
میری مرقد میں شہہ کا آنا ہے

مجھ سیہ رُو کا حشر میں آقا
اپنے دامن میں منھ چھپانا ہے

گردشوں میں گھِرا ہے تیرا غلام
میرے مولیٰ مجھے بچانا ہے

وقتِ آخر بھی آسرا ہے ترا
تیری رحمت ہی بس ٹھکانا ہے

مقصدِ زندگی ہے تیری ثنا
عمر بھر تیرے گیت گانا ہے

رب کا مقصود ہے تری شوکت
قبر یا حشر بس بہانا ہے

ہیں فرشتے بھی جس جگہ خادم
شاہِ بطحا کا آستانہ ہے

اس لیے ان کی کملی کالی ہے
عاصیوں کے گنہ چھپانا ہے

رشک کرتے ہیں من و سلویٰ بھی
وہ مدینے کا آب و دانا ہے

کاش خوابوں میں ہی وہ کہہ دیتے
آ مدینے میں تجھ کو آنا ہے

زندگی ہے تو بس تری خاطر
تیری عظمت پہ جاں لٹانا ہے

یوں کہے سرخیِ شفق اب بھی
کربلا کا یہ شاخسانہ ہے

بولے سولی پہ یہ خبیب اجملؔ
واہ کیا شانِ عاشقانہ ہے

نعت شریف

کرم بارِ دِگر مجھ پر میرے سرکار ہوجائے
ترے روضے پہ جب آؤں ترا دیدار ہوجائے

زمین تا عرشِ اعظم ہے ترے جلوؤں کی رعنائی
مرا قلبِ سیہ بھی مہبطِ انوار ہوجائے

سند بن جائے بخشش کی حضورِ داورِ محشر
مرے مولیٰ مری نعتوں میں وہ شہکار ہوجائے

اغثنی یا رسول اللہ اغثنی یا حبیب اللہ
سمندِ غم سے بیڑا زندگی کا پار ہوجائے

خدائی اس کی ہوجائے خدا بھی اس کا ہوجائے
رسول اللہ کی چاہت میں جو بیمار ہوجائے

خدا فرمائے ہے قرآن میں محبوب فرمادو
جو تیرا پیارا بن جائے وہ رب کا پیار ہوجائے

زمانے میں ہیں یوں تو کتنے ہی گفتار کے غازی
مرے مولیٰ کوئی تو صاحبِ کردار ہوجائے

نبوت تجھ پہ واری ہے رسالت تجھ پر قرباں ہے
میرے آقا ترے صدقے مرا سنسار ہوجائے

کیا ذرّوں کو جس نے پل میں صدر شکِ مہ و انجم
وہی چشمِ کرم مجھ پر شہا اِک بار ہوجائے

مسلماں ایک ہوکر سرخرو ہوں پھر زمانے میں
تری رحمت کا آقا اس طرح اظہار ہوجائے

ترا ہی نام ہو لب پر تری ہی یاد ہو ہر پل
ترے ہی عشق سے میرا یہ دل سرشار ہوجائے

زمینِ ہند مسلم پر ہوئی جاتی ہے تنگ اجمل
خدایا پھر کوئی خالد کوئی عمار ہوجائے

ماں

زندگی کتنی خوبصورت ہو ماں کا سایہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
لاکھ سامانِ عیش و عشرت ہو ماں کا سایہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
بعد ایمان دنیا میں اجمل رب کی کیسی ہی کس پہ نعمت ہو
خواہ دنیا کی بادشاہت ہو ماں کا سایہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

منقبت بحضور مخدوم سمناں رضی اللہ عنہ

کرم شاہِ سمناں کرم شاہِ سمناں
پھر آنکھیں ہوئی آج نم شاہِ سمناں

تو جاں گیر بھی ہے جہانگیر بھی ہے
تری شان کیا ہو رقم شاہِ سمناں

زمانے سے ہیں مبتلائے مصائب
کہاں تک سہیں درد و غم شاہِ سمناں

تمہیں رب نے دی ہے وہ شانِ کرامت
پڑھیں کلمۂ حق صنم شاہِ سمناں

تمہارے ہی صدقے ہے باقی جہاں میں
میری لاج میرا بھرم شاہِ سمناں

مری ٹوٹی نیّا کے تم ہی کھوَیّا
تمہیں میرا دین و دھرم شاہِ سمناں

مجھے بھی میسر ہو معراجِ ہستی
مرا سر ہو تیرا قدم شاہِ سمناں

تمہیں دیکھ لوں اک نظر میرے آقا
نکل جائے پھر خواہ دم شاہِ سمناں

تمہاری ہی نسبت سے سب کچھ ملا ہے
تمہارے ہی دم سے ہیں ہم شاہِ سمناں

کروں دیں کی خدمت کروں تری مدحت
عطا ہو زبان و قلم شاہِ سمناں

نگاہِ ولایت جو بلّی پہ اُٹھی
بنی پل میں رشکِ خدم شاہِ سمناں

بنے میری بگڑی بھی اک پل میں اجمل
اٹھا دیں جو چشمِ کرم شاہ سمناں

نعتِ پاک

سرکار مرے طیبہ بلائیں تو عجب کیا
عاصی کو کلیجے سے لگائیں تو عجب کیا

وہ خُلدِ نظر گنبدِ خضریٰ کی بہاریں
مجھ جیسے کو سرکار دکھائیں تو عجب کیا

وہ روضۂ اقدس وہ حسیں منبر و محراب
جنت مجھے دنیا میں دکھائیں تو عجب کیا

وہ صفّۂ اصحاب وہ جنت کے بغیچے
آنکھوں میں بسیں دل میں سمائیں تو عجب کیا

طیبہ کے گلی کوچے وہ رحمت کی پھواریں
جنت کی مجھے سیر کرائیں تو عجب کیا

وہ سرورِ کونین ہیں وہ مالک و مختار
بھر بھر کے وہ ہاتھوں سے نوازیں تو عجب کیا

ہے عرشِ الٰہی سے بھی افضل تری مرقد
عظمت اِسے لیتی ہے بلائیں تو عجب کیا

اللہ رے وہ رتبۂ سرکارِ دو عالم
عرشی بھی اسے جان نہ پائیں تو عجب کیا

مجھ جیسے گنہگار کو طیبہ میں بلاکر
اعمالِ سیہ میرا مٹائیں تو عجب کیا

محشر کی کڑی دھوپ ہو اور شافعِ محشر
کملی میں مجھے اپنی چھپائیں تو عجب کیا

میں اور کہاں مدحت سرکارِ دو عالم
سرکار خود ہی نعت لکھائیں تو عجب کیا

صحرائے زمانہ میں گم گشتۂ عصیاں ہوں
ڈھونڈے ہیں مجھے ان کی عطائیں تو عجب کیا

سرکار کی نعتیں ہی سرمایہ ہیں ہستی کا
محشر میں بھی ہم نعت سنائیں تو عجب کیا

تقدیر کا مارا تھا چلا آیا مدینہ
بگڑی مری سرکار بنائیں تو عجب کیا

اجملؔ مجھے سرکار کی رحمت پہ یقیں ہے
ایک روز مجھے جلوہ دکھائیں تو عجب کیا

نعتِ پاک

جب گنبدِ خضریٰ کے انوار نظر آئے
محسوس ہوا مجھ کو سرکار نظر آئے

روضے سے ہویدا ہے ترے عرشِ الٰہی
ہر شان تری رب کا شہکار نظر آئے

کیا حشر کا میداں ہو کیا دنیا و مافیہا
عالم میں تم ہی مالک و مختار نظر آئے

معراج کی عظمت ہو کیونکر نہ فدا تجھ پر
جب رب ہی ترا طالبِ دیدار نظر آئے

کہتے ہیں جسے ایماں وہ تیری محبت ہے
مومن ہے وہی جس میں ترا پیار نظر آئے

چاہت ہی تری آقا جب باعثِ خلقت ہے
پھر کیوں نہ زمانہ ترا بیمار نظر آئے

آنکھیں اسے دیکھیں گی بھلا کیسے نظر سے
معراج میں جو مہبطِ انوار نظر آئے

کیا کوئی کرے ان کی ثنا جب کہ قرآں ہی
سرکار کی الفت میں سرشار نظر آئے

اک بندۂ عاصی کی یارب یہی حسرت ہے
مرقد میں شہِ دیں کا دربار نظر آئے

پھر بھیج دے یا رب کوئی کردار کا غازی
دنیا میں بہت غازیٔ گفتار نظر آئے

رحمت تری کیوں کر نہ کلیجے سے لگا لے
اجمل سا جو طیبہ میں گنہگار نظر آئے

نعتِ پاک

۱۰ مئی ۲۰۱۰ء کو مدینہ طیبہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے دربار میں حاضری کے بعد

اللہ کے محبوب کا گھر دیکھ رہا ہوں
پھر ان کا کرم بارِ دگر دیکھ رہا ہوں

احساسِ ندامت کا اثر دیکھ رہا ہوں
رحمت کے ہی جلوے ہیں جدھر دیکھ رہا ہوں

آنکھوں سے چھلک آئے جو رخسار پہ میرے
ان اشکوں میں رحمت کا اثر دیکھ رہا ہوں

سو بار جسے عرش بھی دیتا ہے سلامی
معراجِ محبت کا وہ در دیکھ رہا ہوں

مجھ جیسا گنہگار کہاں لائقِ بخشش
بس ان کی عنایت کی نظر دیکھ رہا ہوں

وہ جلوہ جسے طور پہ دیکھا تھا نبی نے
آنکھوں میں نہیں تاب مگر دیکھ رہا ہوں

میں صدقے ترے جاؤں اے میرے کریم آقا
کیا کم ہیں یہی میں ترا دَر دیکھ رہا ہوں

طیبہ کی بہاریں ہیں جنت کے نظارے ہیں
ذرّوں کو یہاں لعل و گہر دیکھ رہا ہوں

اللہ رے یہ عظمتِ سرکارِ مدینہ
سجدے میں یہاں شمس و قمر دیکھ رہا ہوں

پھر ہوگی خدا جانے کب حاضری در پر
حسرت سے یہاں شام و سحر دیکھ رہا ہوں

اک عاصیٔ دوراں پہ کرم کی یہ بہاریں
رحمت کی پھواریں ہیں جدھر دیکھ رہا ہوں

پڑتے ہی نظر گنبدِ خضریٰ پہ اے اجملؔ
کچھ ہوش نہیں اب میں کدھر دیکھ رہا ہوں

نعتِ پاک

۱۳ر مئی ۲۰۱۰ء مدینہ طیبہ سے واپسی کے دن

اے کاش مدینے میں پھر آنا میسر ہو
طیبہ کے نظاروں میں کھو جانا میسر ہو

جینے کی تمنا تو کرتے ہیں سبھی آقا
مجھ کو ترے قدموں میں مرجانا میسر ہو

آ آ کے بسے کتنے آقا تری بستی میں
اک چھوٹا سا مجھ کو بھی کاشانہ میسر ہو

بیگانہ جو کردے مجھے دنیا کے علائق سے
ایسا کوئی یا رب ترا دیوانہ میسر ہو

اے کاش کبوتر ہی ہو جاتے مدینے کے
دن رات مجھے کوچۂ جاناں نا میسر ہو

اے موت تجھے آنا ہے تو اس طرح چلی آ
مرقد میں مجھے جلوۂ جاناں نا میسر ہو

اب اور نہیں حسرت تا زیست مرے آقا
دنیا میں فقط تیرا گن گانا میسر ہو

وہ فقر جسے فخری فرمائیں میرے آقا
اے کاش وہی شانِ فقیرانہ میسر ہو

دولت کی طلب ہے نہ امارت کی ہوس ہے
سرکار مجھے طرزِ غلامانہ میسر ہو

دیدار کے قابل تو نہیں میری نگاہیں
آنکھوں کو شہا اشکِ پشیمانہ میسر ہو

جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے
یا رب وہی اندازِ رندانہ میسر ہو

سرمست ہوئے جس سے سلمانؔ و خبیب اجملؔ
مجھ کو بھی وہی رنگ مستانہ میسر ہو

منقبت بحضورِ مخدوم سمناں رضی اللہ عنہ

غوث الاعظم کی آنکھوں کی ٹھنڈک خواجۂ خواجگاں کے دُلارے
آئے ہیں تیرے در شاہِ سمناں کیسی کیسی مصیبت کے مارے

اشرف الاولیاء، شاہِ سمناں، غوث العالم، اے محبوب یزداں
اپنی نسبت کا صدقہ عطا ہو مصطفیٰ جانِ رحمت کے پیارے

آج لہرائے پرچم جہاں میں تیری شانِ جہانگیریت کا
صدقہ دے دو شہا غوثیت کا تم پہ رب نے خزانے ہیں وارے

شان ہے تیری شانِ کریمی ذات ہے تیری فضلِ الٰہی
نازشِ دو جہاں تیری نسبت تجھ پہ صدقے دل و جاں ہمارے

چھوڑ کر تاج و تخت و حکومت رب سے پائی ہے کچھ ایسی عظمت
روز و شب دے رہے ہیں سلامی جنّ و اِنس و مَلَک تیرے دوارے

دُکھ بھرے دل صدا دے رہے ہیں رنج و غم آنسوؤں میں ڈھلے ہیں
بھیگی آنکھوں کی فریاد سن لو بیکسوں بے بسوں کے سہارے

اللہ اللہ یہ کیسی عطا ہے اللہ اللہ یہ کیسا کرم ہے
جھولیاں بھرتی جاتی ہیں سب کی جو بھی آتا ہے دامن پسارے

حشر کے دن پکارے گی بخشش آؤ اشرف کے دیوانو آؤ
اپنے اشرف کے صدقے خدا نے آج بخشے گنہگار سارے

منقبت بحضور مخدوم سمناں رضی اللہ عنہ

عجب ہے ترا آستاں شاہِ سمناں
لگے ہے ملے دو جہاں شاہِ سمناں

کروں کیا میں تم سے بیاں شاہِ سمناں
نہیں تم سے کچھ بھی نہاں شاہِ سمناں

غریبوں کے والی فقیروں کے مولیٰ
تمہیں مونسِ بیکساں شاہِ سمناں

تو محبوبِ یزداں تو غوثِ زماں ہے
تو ہی مرجعِ انس و جاں شاہِ سمناں

زمیں آسماں چاند سورج ستارے
تری شاں میں رطب اللساں شاہِ سمناں

تمہیں رب نے بخشی ہے وہ شانِ عظمت
کریں رشک کرّ و بیاں شاہِ سمناں

ہوئی پل میں انسان جانِ بتاں بھی
ہوئے گل خنی شادماں شاہِ سمناں

مرے سید اشرف جہانگیر آقا
کہیں تم سا کوئی کہاں شاہِ سمناں

پھر آئی ہے فریاد لے کر ترے در
مری آہ میری فغاں شاہِ سمناں

کہاں جائیں اب چھوڑ کر در تمہارا
تمہیں ہو پناہِ جہاں شاہِ سمناں

تمہاری ہی نسبت کے صدقے ملی ہے
مجھے نعمتِ دو جہاں شاہِ سمناں

تو ہوتا نہ گر سایہ گستر ہمارا
کہاں ہوتا نام و نشاں شاہِ سمناں

رکھو لاج اب اشرفیت کی آقا
عداوت پہ ہیں دشمناں شاہِ سمناں

تری اک نظر کی کریمی سے مردے
ہوئے زندۂ جاوداں شاہِ سمناں

میں قربان جاؤں ترے اس کرم پہ
ہے اجمل ترا مدح خواں شاہِ سمناں

نعت شریف

الٰہی ایسا کوئی انتظام ہوجائے
درِ رسول پہ حاضر غلام ہوجائے

اے کاش مجھ سے کوئی ایسا کام ہوجائے
جو میرے رب مرے آقا کے نام ہوجائے

مرے گناہ کی کیا حیثیت ہے ان کیلئے
اگر وہ چاہ لیں میرا غلام ہوجائے

لیے پھرے ہے زمانے میں زندگی میری
خدا کرے کہ مدینہ مقام ہوجائے

ہے ان کی بخشش و جود و عطا کی شان عجب
غلام بن کے جو آئے امام ہوجائے

وہ جس کے واسطے چاہیں حرام کردیں حلال
حلال ہو اگر چاہیں حرام ہوجائے

مدینے جانا چلے آنا اور پھر جانا
اے کاش عمر اسی میں تمام ہوجائے

اُٹھوں جو حشر میں یا رب یہی تمنا ہے
مرے لبوں پہ درود و سلام ہوجائے

وہ اپنی نعت لکھاتے رہیں میں لکھتا رہوں
یہی وظیفہ میرا صبح و شام ہوجائے

غم و الم سے عبارت ہے زندگی میری
خدا را اب تو ترا لطف عام ہوجائے

عجب تماشا ہے پیاسوں کا حوض کوثر پر
ہر ایک چاہے کہ حصے میں جام ہوجائے

پلائے جاتے ہیں بھر بھر کے جام آقا مرے
اے کاش مجھ پہ بھی چشمِ انعام ہوجائے

یہ دنیا امن کا بن جائے گلستاں اجملؔ
مرے نبی کا جو جاری نظام ہوجائے

نعتِ پاک

۱۷ مئی ۲۰۱۱ء، مدینہ طیبہ

میرے آقا مرے سرکار چلے آئے ہیں
آج پھر تیرے گنہگار چلے آئے ہیں

صدقے جاؤں میں تری شان کریمی کے شہا
تیرے در مجھ سے گنہگار چلے آئے ہیں

صدقہ لینے تری رحمت کا شہِ کون ومکاں
ہاتھ پھیلائے طلب گار چلے آئے ہیں

سارے عالم کے لیے رحمتِ یزداں بن کر
ساری کونین کے مختار چلے آئے ہیں

اللہ اللہ یہ تری شانِ کریمی کی بہار
ساری دنیا سے گنہگار چلے آئے ہیں

عظمتِ سرورِ کونین کوئی کیا جانے
سر جھکائے ہوئے اشجار چلے آئے ہیں

جن کے قدموں کے نشاں عرش کو زینت بخشیں
رب کی قدرت کے وہ شہکار چلے آئے ہیں

تیری عظمت کا یہی معجزہ کیا کم ہے شہا
شرک کہتے ہوئے اغیار چلے آئے ہیں

حق پرستی کا سبق کرب و بلا میں دینے
اہلِ بیت شہِ ابرار چلے آئے ہیں

لیکے قرآں سے تری مدح و ثنا کے اسباق
آج پھر نعت کے اشعار چلے آئے ہیں

یاد بھی تیری جنھیں شرک لگے ہے اجمل
ترے در ایسے بھی اغیار چلے آئے ہیں

نعتِ پاک

یا مصطفیٰ کرم ہو خدا را غریب پر
چھائی ہیں رنج و غم کی گھٹائیں نصیب پر

جس کے غضب پہ بھاری ہیں خود اسکی رحمتیں
کرتا ہے رشک حشر بھی ایسے حسیب پر

بانٹے ہے رحمتیں جو زمانے کو روز و شب
کیونکر نہ رب کو ناز ہو ایسے حبیب پر

پھر گلستانِ عشق میں آئے بہارِ نو
ہو بارشِ کرم جو ترے عندلیب پر

جو خواب میں بھی دیتا ہے معذور کو شفا
خلقت نہ کیوں نثار ہو ایسے طبیب پر

چاہت بھی کیا عجیب سی شئے ہے خدا قسم
خود رب فدا ہے اپنے حبیبِ لبیب پر

آلِ نبی سے بغض اور حُبِّ نبی کی بات
لعنت سدا برستی ہے ایسے خطیب پر

معراج کی بھی شب جو کرے یاد امتی
بخشش نہ کیوں نثار ہو ایسے مجیب پر

جانوں سے بھی قریب ہو تم مومنین کے
شاہد قرآن ہے ترے لطفِ عجیب پر

فضل و کمال و صبر و رضا شانِ بندگی
سب کچھ نثار ہو گئے آلِ حبیب پر

بجھتے ہی جا رہے ہیں امید کے دیئے
لطف و کرم خدا را ہو اجملؔ غریب پر

مناجات بدرگاہِ قاضیٔ حاجات

مرے خدا مجھے وہ ساعتیں عطا کردے
جو تیرے قرب کی کچھ لذتیں عطا کردے

میں تیرے قرب کے لائق کہاں مرے معبود
مجھے تو اپنوں کی بس نسبتیں عطا کردے

ترے نثار جو کرب و بلا میں ہو بیٹھے
انہیں شہیدوں کی کچھ برکتیں عطا کردے

جو تیرے نام پر دیدے نکال کر جاں بھی
الٰہی عشق کی وہ نکہتیں عطا کردے

بکھر گیا ہے ہر اک ذرّہ میری ہستی کا
ہوائے مہر سے اب رفعتیں عطا کردے

تڑپ تڑپ کے گزاری ہے زندگی میں نے
خدایا اب تو مجھے راحتیں عطا کردے

کہاں کہاں لیے پھرتی ہے زندگی میری
مرے نصیب کو بھی منزلیں عطا کردے

تری رضا پہ ہیں موقوف میرے لیل و نہار
تو اپنے فضل کی اب رونقیں عطا کردے

جو میرے ایماں کو دیدے وفورِ عشق نبی
درِ حبیب کی وہ ساعتیں عطا کردے

اندھیرے چھا گئے ہیں معصیت کے چار سو اب تو
جہانِ نور کی کچھ مشعلیں عطا کردے

سنا ہے تیرے غضب پر ہیں رحمتیں بھاری
طفیلِ مصطفیٰ اب رحمتیں عطا کردے

زوالِ قوم مسلماں ہے روز و شب افزوں
رسولِ پاک کی پھر طاعتیں عطا کردے

تری کریمی کے مظہر ہیں حشر و نشر اجملؔ
مرے گنہ کو بھی بخششیں عطا کردے

کربِ مسلسل

(۲۸؍جنوری ۲۰۱۳ء مطابق ۱۵؍ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ)

(لختِ جگر سیّد محمد اعظم میاں اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ کے اچانک سانحۂ ارتحال پر)

اے میرے لعل مرے بیٹے مرے نورِ نظر
اے مرے ناز مرے فخر مرے لختِ جگر

اے مری آنکھوں کی ٹھنڈک مرے دل کی راحت
اے مری روح کی تسکین مری ہمت مری قوت

تم سے روشن تھا مری زیست کا پل پل اعظم
قلبِ پژمردہ میں تھی تم سے ہی ہلچل اعظم

تیرے چہرے سے ہویدہ تھا ولایت کا جہاں
تیری ہر شان سے تھی شانِ جہانگیری عیاں

کیف و مستی سے تھیں سرشار ادائیں تیری
خود اجابت جسے چاہے تھیں دعائیں تیری

ایسی مشہورِ زمانہ تھی ولایت تیری
لاکھ پردے سے بھی ظاہر تھی کرامت تیری

جذب اور حال سے معمور تھا عالم تیرا
فقر و درویشی سے بھرپور تھا عالم تیرا

عظمتیں تیری کہاں جان سکا تھا کوئی
رفعتیں تیری کہاں جان سکا تھا کوئی

اک جگہ ہو کے بھی تم آئے نظر کتنی جگہ
فیض کے دریا بہے جب بھی تری اٹھی نگہ

دستگیری کی عجب شان تھی تیری بیٹے
جانے کتنوں کی بنادی تھی بگڑی تم نے

سارے احوالِ نہاں تم پہ عیاں تھے ایسے
تیری نظروں میں بسے کون و مکاں تھے جیسے

کتنے معذور ترے دم سے ہوئے رو بصحت
کتنے مجبور ترے دم سے ہوئے با عظمت

زندگی خلق کی خدمت میں گزاری تم نے
خستہ حالوں پہ سدا نیند بھی واری تم نے

تم تو اعظم تھے تمہاری تھیں ادائیں اعظم
ایسے اعظم کہ تھیں ساری دعائیں اعظم

جذب و مستی میں رکھا پاسِ شریعت ملحوظ
رب نے رکھا تھا تمہیں قبح و خطا سے محفوظ

مجتمع تھے تری اک ذات میں دونوں عالم
تم طریقت و شریعت کے حسین تھے سنگم

اب کسے دیکھ کر میں فخر کروں گا بیٹا
اب کسے دیکھ کر میں شکر کروں گا بیٹا

کرب و آلام کی کثرت سے میں رویا نہ کبھی
رنج و آفات و مصیبت سے میں رویا نہ کبھی

تیرا غم مجھ کو رُلائے گا دمِ آخر تک
دردِ فرقت کو بڑھائے دمِ آخر تک

زندگی زخموں سے معمور و درخشندہ ہے
غم واندوہ کے سائے میں بھی تابندہ ہے

اس بڑھاپے میں دیا زخم جدائی بیٹا
ہائے یہ کیسی ادا تم نے دکھائی بیٹا

اب کسے کہہ کے بلاؤں گا میں اعظم بابو
اب کسے سینے لگاؤں گا میں اعظم بابو

لٹ گیا چین و سکوں لٹ گئی دنیا کی بہار
لٹ گئیں خوشیاں مری ختم ہوا صبر و قرار

ہائے اب کون مجھے عید کی خوشیاں دے گا
کون اب عرس میں اندازِ بزرگاں دے گا

تم بڑھاپے میں کہاں چھوڑ چلے ہو بیٹا
اپنے ابّی سے ہی منھ موڑ چلے ہو بیٹا

اب مجھے کون لگائے گا گلے سے اپنے
اب مجھے پیار سے دم کون کرے گا بیٹے

اب بڑھاپے میں مجھے کون سہارا دے گا
میری ٹوٹی ہوئی کشتی کو کنارا دے گا

زندگی کلفت و آلام میں گزری تھی مگر
تیرے دم سے بڑی راحت تھی مرے لختِ جگر

رشک کرتا تھا زمانہ میری قسمت پر
ناز تھا مجھ کو بھی بیٹا تری عظمت پر

آخری بول تمہارے تو میں سن لیتا
آخری بار تمہیں دیکھ تو لیتا بیٹا

زخم فرقت کی قسم کربِ مسلسل کی قسم
بھول پاؤں گا کبھی تجھ کو نہ بیٹے اعظم

کاش جاتا میں جہاں سے ترا کاندھا ہوتا
قبر میں تم جو لٹاتے مجھے اچھا ہوتا

اس بڑھاپے میں ترا ابّی نہ روتا پھرتا
رنج و اندوہ لیے سینے میں نہ تڑپا کرتا

صدقے صدمات کے مرمر کے بھی جیتا ہوں میں
ہائے تقدیر کہ جی جی کے بھی مرتا ہوں میں

اب تو سینے میں مرے سانس فقط باقی ہے
تم سے ملنے کی مگر آس فقط باقی ہے

تو کریم ایسا کہ ہر شان تھی اکرم تیری
ایسے اعظم تھے کہ ہر شان تھی اعظم تیری

نام روشن تھا ترے دم سے میرا دنیا میں
ناز رکھ لینا مرے لعل مرا عقبیٰ میں

جب بھی مشکل میں تمہیں میں نے پکارا بابو
تم نے فوراً ہی دیا مجھ کو سہارا بابو

کاش تم اپنے تصرف کو دکھاتے بیٹا
جدِ امجد کی طرح لوٹ کے آتے بیٹا

اپنے ابّی کے لیے رب سے دعائیں کرنا
اپنے ابّی کو سدا اپنی نظر میں رکھنا

شدتِ کرب سے اب ختم سخن کرتا ہوں
اب تو بس آرزوئے گور و کفن کرتا ہوں

حالِ دل اب تو سنایا نہیں جاتا اجملؔ
زخمِ دل اب تو دکھایا نہیں جاتا اجملؔ

نعتِ پاک واستغاثہ

کرم ہو خدا را رسولِ کریم — میں بے کس تمہارا رسولِ کریم
تمہارے سوا اب جہاں میں کوئی — نہیں ہے سہارا رسولِ کریم
غموں سے شکستہ و پامال ہے — یہ عاصی تمہارا رسولِ کریم
وبالِ گنہ نے کہیں کا نہ رکھا — پھروں مارا مارا رسولِ کریم
تمہارے سوا کوئی غم خوار و مونس — نہ پرساں ہمارا رسولِ کریم
بھنور میں ہے کشتی مری زندگی کی — بچا لو خدا را رسولِ کریم
گھٹا چھا گئی غم کی یوں بجھ گیا ہے — وہ آنکھوں کا تارا رسولِ کریم
کہاں جائے اب تیرا مجبور و بے کس — تو ہی بس سہارا رسولِ کریم
غموں کا تسلسل ہے آہ و فغاں ہے — جگر پارہ پارہ رسولِ کریم
کئے زندگی بھر جتن راحتوں کے — مقدر سے ہارا رسولِ کریم
وہ خلدِ نظر سبز گنبد کے جلوے — کرادو نظارا رسولِ کریم
میں حرماں نصیبہ ہوں حسنین کا — عطا ہوا اتارا رسولِ کریم
تعصب ہلاکت فزوں ہند میں ہے — نہیں اب گزارا رسولِ کریم
تمہیں میرے آقا اُمید آخری ہو — تمہیں بس سہارا رسولِ کریم
تمہیں میری نیّا تمہیں ہو کھوَیّا — تمہیں ہو کنارا رسولِ کریم
بنے میرا بگڑا نصیبہ بھی پل میں — جو کردیں اشارا رسولِ کریم
کرم کی نظر اب تو سرکار کردو — ہے اجمل بیچارا رسولِ کریم

نعتِ پاک

مصائب کے تسلسل سے ہوں حیراں یا رسول اللہ
غم و آلام نے کر ڈالا بے جاں یا رسول اللہ

سنائیں کس کو رودادِ الم اے بیکسوں والے
تمہیں تو ہو پناہِ دلفگاراں یا رسول اللہ

دلِ پژمردہ، جاں پارہ، نظر زخمی، جگر خستہ
یہی بس ہیں مری ہستی کے ساماں یا رسول اللہ

سسکتی حسرتیں، آہیں، سسکتی آرزوئیں ہیں
جئیں کیسے تمہارے غم نصیباں یا رسول اللہ

کرم کردیجئے اب تو خدا را اپنے عاصی پر
میں چند گھڑیوں کا ہوں طیبہ میں مہماں یا رسول اللہ

طفیل حضرت حسنین برحالِ خرابِ ما
نظر کن شہر یار بزم امکاں یا رسول اللہ

بھرم قائم ہے میرا بس تمہاری ہی کریمی ہے
میں صدقے جاؤں، تم پر جانِ ایماں یا رسول اللہ

بنائے کن فکاں تم ہو مطاعِ انس و جاں تم ہو
تمہارا ہی ہے سب یہ لطف و احساں یا رسول اللہ

شفیعِ عاصیاں تم ہو انیس بیکساں تم ہو
تمہاری شان ہے بس ظلِ رحمٰں یا رسول اللہ

طفیلِ غوث الاعظم، خواجہ و مخدومِ سمنانی
تمہارا ہوں میں اک ادنیٰ ثنا خواں یا رسول اللہ

فضائیں آج بھی کہتی ہیں یہ طیبہ کی گلیوں سے
تری خوشبو سے مہکے ہے گلستاں یا رسول اللہ

نہ شانِ خسروانہ ہے نہ رنگ فقر و درویشی
اگرچہ ہوں غلامِ شاہِ سمناں یا رسول اللہ

تری چاہت ہی ہے ایمان اور ایمان کی جا بھی
تیری چاہت ہی ہے شانِ مسلماں یا رسول اللہ

کسی سے ہو ثنا تیری یہ ممکن ہی نہیں اجملؔ
تری مدحت ہی جب ہے سارا قرآں یا رسول اللہ

نعتِ پاک

رنگِ ہستی وفائیں لیتا ہے
مصطفائی عطائیں لیتا ہے

کتنے پیارے ہیں نعلِ پاکِ حضور
عرشِ اعظم بلائیں لیتا ہے

صدقۂ حسنِ مصطفےٰ ہے قمر
شمس رُخ سے شعائیں لیتا ہے

ابرِ رحمت بھی شاہِ بطحا ہے
رحمتوں کی ادائیں لیتا ہے

طبِّ نبوی کی برکتیں دیکھو
سارا عالم شفائیں لیتا ہے

سبز گنبد ہے سبزہ زارِ جہاں
لہلہاتی قبائیں لیتا ہے

عرشِ اعظم بھی ان کے قدموں سے
مہکی مہکی فضائیں لیتا ہے

حشر کے دن اسی کی بخشش ہے
جو بھی ان کی وفائیں لیتا ہے

عالمِ کن فکاں ہے تیرا رہین
تیرے دَر کی عطائیں لیتا ہے

نازشِ عشق ہے اویس کا عشق
پھر بھی ماں کی دُعائیں لیتا ہے

سرخرو ہوتا ہے زمانے میں
دین جب کربلائیں لیتا ہے

ہر ملک تیرے نوری جلوؤں سے
پیاری پیاری قبائیں لیتا ہے

جذبِ دل ہے ترے کرم پہ نثار
تجھ سے ہی مدعائیں لیتا ہے

لمحہ لمحہ حیات کا اجملؔ
مصطفےٰ کی عطائیں لیتا ہے

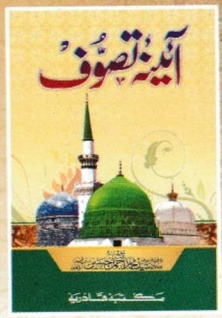

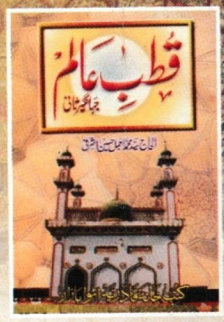

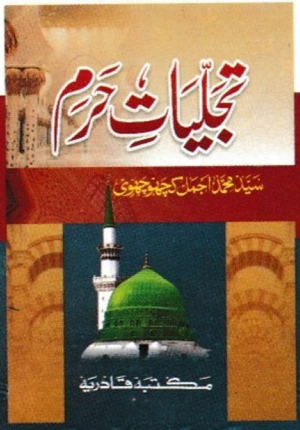

مکتبہ قادریہ
MAKTABA QADRIA
Itwa Bazar, Distt. S. Nagar, (U.P.) Mob. : 07704037012
606, Gali Kumharan Ganj Meer Khan Darya Ganj,
Delhi Delhi-110 002 Mob. : 9910665684